محمد حمزہ فاروقی*

مکاتیب سید سلیمان ندوی

تعارف

زیرِ نظر مجموعۂ مکاتیب مولانا سید سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء۔۱۹۵۳ء) کا ہے جو انھوں نے ۱۹۲۱ء۔۱۹۴۳ء کے عرصے میں منشی محمد امین زبیری (۱۸۷۲ء۔ ۱۹۵۸ء) کو لکھے تھے۔ منشی صاحب ریاست بھوپال کے شعبۂ تاریخ کے مہتمم تھے اور انھوں نے سیرتِ نبوی کی تدوین کے لیے والیۂ بھوپال سلطان جہاں بیگم سے، مولانا شبلی کے نام ڈھائی سو روپے ماہوار وظیفہ جاری کرنے کی سفارش کی تھی۔ والیہ صاحبہ نے ۱۹۱۲ء میں یہ وظیفہ دو سال کے لیے منظور کیا تھا لیکن بعد میں اس کی توسیع ہوتی رہی۔ مولانا شبلی کے انتقال کے بعد ۲۹ نومبر ۱۹۱۴ء کو مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا حمید الدین فراہی والیۂ بھوپال سے ملے۔ ان حضرات کی درخواست پر یہ وظیفہ دارالمصنفین اعظم گڑھ کے نام منتقل ہوگیا تھا۔ مولانا حمید الدین فراہی حیدرآباد دکن جا کر نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی سے ملے اور نواب صاحب کی سفارش پر مولانا شبلی کو سیرت کی تدوین کے لیے نظام دکن کے دربار سے تین سو روپے ماہوار ملتے تھے وہ مولانا کے انتقال کے بعد بطور امداد دارالمصنفین کو ملنے لگے۔ خود نواب عماد الملک سو روپے سالانہ دارالمصنفین کو دیتے تھے۔

دارالمصنفین اعظم گڑھ کے لیے زمین اور بنیادی ضرورتوں کی عمارت کا انتظام مولانا شبلی

زندگی کے آخری دور میں کر گئے۔ انھیں ایثار نفس علما اور رفقا کی جماعت مل گئی تھی جو ان کے انتقال کے بعد نہ صرف سیرت النبی کی تکمیل کرتے بلکہ دارالمصنفین کی تشکیل و تعمیر کا مشن بھی جاری رکھتے۔ دارالمصنفین کا پہلا جلسہ ۲۵ مئی ۱۹۱۵ء کو منعقد ہوا تھا اور ۴ جولائی ۱۹۱۵ء کو اس ادارے کی رجسٹری ہوئی۔ ابتدائی نقشے کے مطابق اس ادارے میں دارالتصنیف، دارالاشاعت، دارالکتابت، پریس اور ایک علمی رسالے کا اجرا شامل تھا۔

ان حضرات کی مشترکہ کاوشوں کا پہلا پھل مکاتیبِ شبلی (حصہ اول) کی صورت میں ۱۹۱۶ء میں ظاہر ہوا۔ سید سلیمان ندوی نے پونا کے دکن کالج میں تدریسی فرائض کی انجام دہی کے دوران ۱۹۱۵ء میں ارض القرآن مرتب کی تھی۔ ۱۹۱۶ء میں دارالمصنفین نے اسے مطبوعہ شکل میں پیش کیا۔

دارالمصنفین کا پریس جون ۱۹۱۶ء میں نصب ہوا اور جولائی ۱۹۱۶ء میں ماہنامہ معارف کا اجرا ہوا۔ ۱۹۱۸ء میں سیرت النبی (جلد اول) شائع ہوئی اور سید سلیمان ندوی اسے لے کر والیۂ بھوپال کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ سید سلیمان ندوی دارالمصنفین کے روحِ رواں تھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مولانا شبلی کے مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں رہے۔ ان کے منشی امین زبیری سے دوستانہ تعلقات تھے۔ منشی صاحب ۱۹۳۱ء تک ریاست بھوپال کے شعبۂ تاریخ کے مہتمم رہے تھے اور اس حیثیت سے دارالمصنفین کی امداد کے نگران تھے۔ اس کے بعد آپ علی گڑھ یونی ورسٹی کی انتظامیہ سے وابستہ ہوگئے۔ سید صاحب کے بیشتر خطوط منشی صاحب کے دورِ بھوپال سے تعلق رکھتے تھے۔ علی گڑھ کے دور میں منشی صاحب یونی ورسٹی کی سیاست اور مقامی جھگڑوں میں ملوث ہوگئے تو انھوں نے سید صاحب کو بھی ان میں الجھانا چاہا لیکن آپ نے اس آلودگی سے اپنا دامن بچایا۔

علی گڑھ کے دور میں سید سلیمان ندوی مقالاتِ شبلی اور حیاتِ شبلی مرتب کر رہے تھے، اس وقت آپ نے منشی صاحب سے مدد لی اور مولانا شبلی کے متعلق معلومات جمع کیں۔ ان حضرات کے باہمی مراسم کا عالم یہ تھا کہ خطوں میں نجی معاملات بھی آجاتے۔ مثلاً شادیوں کا تذکرہ، سید صاحب کے بیٹے اور داماد کی ملازمتوں کے سلسلے میں منشی صاحب کے مراسم سے فائدہ اُٹھایا۔

سید صاحب کی حسِ مزاح اور مزاج کی شگفتگی کا اندازہ زیر نظر مجموعے سے ہوتا ہے۔ ان

خطوں میں سید صاحب جہاں عبدالسلام ندوی کا ذکر فرماتے ہیں، ان کے قلم سے مزاحیہ انداز جھلکنے لگتا ہے۔ آپ جب منشی صاحب کو نکاحِ ثانی پر آمادہ کرتے ہیں تو خود کو بطورِ مثال پیش کرتے ہیں۔

ایک خط میں سید صاحب نے فرقہ وارانہ فسادات کے دوران اپنے داماد اور بیٹی کے مصائب کا ذکر کیا ہے۔ ان خطوں میں سید صاحب کی حساس طبیعت اور اولاد سے محبت جھلکتی ہے۔

سید صاحب کے کچھ خطوں میں منشی امین زبیری کے مرتب کردہ خطوطِ شبلی بنام عطیہ فیضی پر خفگی بھی جھلکتی ہے لیکن آپ نے منشی صاحب کی لغزشِ قلم کو نجی تعلقات پر اثر انداز نہ ہونے دیا۔

محمد امین زبیری ۱۸۷۲ء میں مارہرہ میں پیدا ہوئے تھے۔ لڑکپن میں والد کے انتقال کی بنا پر تعلیم ادھوری رہی اور پرائمری اسکول میں تعلیم ترک کر کے تلاشِ روزگار شروع کر دی۔ اللہ نے ذہنِ رسا دیا اور مختلف درباروں اور اہم شخصیات تک رسائی کے مواقع دیے۔ ان میں بے پناہ خود اعتمادی تھی چنانچہ رسمی تعلیم کی کمی کو کبھی خاطر میں نہ لائے، اخبارات میں اخلاقی موضوعات پر مضامین لکھے اور نام کمایا۔ اسی چکر میں نواب محسن الملک تک رسائی ہوئی اور ۲۳ روپے ماہوار پر ان کے ذاتی معاون بن گئے۔ ۱۹۰۷ء میں قسمت نے یاوری کی تو ریاست بھوپال میں ۴۰ روپے ماہوار پر والیۂ ریاست سلطان جہاں بیگم کے لٹریری اسسٹنٹ مقرر ہوئے۔ اس طرح خوشامد اور تصنیف و تالیف کی صلاحیتوں کے امتزاج سے مقام بلند حاصل کیا۔

والیۂ بھوپال نے تعلیمِ نسواں کے فروغ کے لیے رسالہ ظل سلطان جاری کیا تو اس کا مدیر منشی امین زبیری کو مقرر کیا۔ منشی صاحب والیہ صاحبہ کی تصانیف کی نوک پلک درست کرتے تھے اور انعامات سے نوازے جاتے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں بیگم سلطان جہاں انتقال کر گئیں تو منشی صاحب کی دال گلنی محال ہو گئی اور انھوں نے دو سو روپے ماہوار پنشن کے عوض ریٹائرمنٹ لے لی۔

اس کے بعد آپ علی گڑھ چلے آئے۔ یہاں آنے کا ایک مقصد بیٹے اور بھتیجوں کی تعلیم کی نگرانی تھا لیکن اصل مقصد مقامی پالی ٹکس میں دراندازی تھا۔ یہاں انھوں نے ڈاکٹر ضیاء الدین کا ساتھ دیا اور مخالفین کا ناطقہ بند کیا۔ آزادی کے بعد آپ کراچی آگئے اور یہاں ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء کو فوت ہو گئے۔

زیرِ نظر خطوط کی تدوین میں زمانی ترتیب سے کام لیا گیا۔ ان خطوط کو دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۱ء تک پھیلا ہوا تھا جب منشی صاحب دربارِ بھوپال سے وابستہ تھے۔ دوسرا دور ۱۹۳۱ء سے ۱۹۴۳ء کا تھا جب منشی صاحب ترکِ مکانی کر کے علی گڑھ آ گئے۔ سید سلیمان ندوی عموماً خطوط میں ہجری اور عیسوی تاریخیں دیتے تھے لیکن بعض خطوں پر صرف ہجری تاریخیں درج تھیں۔ قیاسی طور پر ان کے عیسوی سنین اور مہینے لکھ دیے گئے۔ اس کے علاوہ ضرورت کے مطابق حواشی بھی تحریر کیے گئے ہیں۔ مکاتیب کے متن میں قدیم املا کی پیروی کی گئی ہے لیکن مطبوعہ شکل میں قدیم کی بجائے جدید املا اختیار کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ ہائے خطوط منشی امین زبیری کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے یامین زبیری نے انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ کرائے تھے اور یہ ذخیرہ دو فائلوں میں محفوظ ہے۔ حوالے درج ذیل ہیں:

Oriental MS. 13515.   British Library.

Oriental MS. 13514.   British Library.

....

(۱)

دار المصنفین اعظم گڑھ

مکرمی۔ السلام علیکم:۔

مولوی عبدالسلام صاحب مع کتابوں کے بخیریت تمام پہنچے۔ شکریہ۔ کتابیں اگر مفت ہیں تو کیا جلدیں بھی مفت ہیں؟ ان کی لاگت تو بہر حال کچھ نہ کچھ ہو گی، اس سے اطلاع دیجیے۔

چند روز ہوئے کہ نواب وقار الملک مرحوم کا ایک خط ملا جس کا تعلق ندوہ سے ہے، بھیجتا ہوں، نقل کے بعد واپس فرما دیجیے گا۔

ایڈیٹر معارف کو معلوم ہوا ہے کہ خلافتِ راشدہ کے نام سے کوئی کتاب آپ کے ہاں چھپی ہے، بغرض تقریظ و تبصرہ اس کی دو کاپیاں بھیجیے۔

آپ اپنے نکاح ثانی کی تاریخ و وقت سے مطلع فرمائیے کہ شریک ہو کر ''ثواب دارین'' حاصل کروں۔ میرے نکاح ثانی پر آپ کو آمادہ کرتے رہنے کا یہ منشا ہے کہ میرے حرمِ محبت کی یکتائی باقی نہ رہے، احباب میں سے کچھ اور لوگ بھی شریکِ حرم ہوں تا کہ مرگِ انبوہ کے جشن کا لطف آئے۔[۱]

دفتری کے متعلق محمد امان صاحب سے میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب چاہیے۔

والسلام

سید سلیمان

۱۹ جمادی الثانیہ ۳۹ھ[۲]

....

(۲)

۷۸۶

دار المصنفین اعظم گڑھ

جنابِ مکرم۔ دام لطفہٗ۔

السلام علیکم:۔ مولوی عبدالسلام صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ میرے کسی جواب خط کے منتظر ہیں۔ مجھے تو آپ کا کوئی خط ادھر نہیں ملا۔ روپیوں کی رسید آپ تک پہنچ گئی ہو گی۔ سیرت عائشہؓ کی مانگ اتنی ہو رہی ہے کہ شاید اسی سال دوبارہ چھپوانی پڑے۔[۳] دار المصنفین آپ کی عنایتوں کا ہمیشہ شکر گزار رہا ہے۔ آپ اور مولوی مسعود علی صاحب کے درمیان کمیشنوں کا معاملہ نہایت دلچسپ ہے۔ وہ کہتے ہیں میں کمیشن دینے کو موجود ہوں بشرطیکہ کمیشن پانے کی رسید، منشی محمد امین صاحب، بیگم صاحبہ[۴] کی دستخطی بھیج دیں، ورنہ کیا معلوم اصل خریدار کو روپیہ پہنچ گیا یا نہیں، بعد کو معاملہ پیش ہو تو عدالت میں سند کیا پیش کی جائے گی؟

[۵] مولوی عبدالسلام صاحب نہیں معلوم پیڈ پہنچے یا بیرنگ، آج کل تو ان کو ''بہو'' کا عشق ہے اور مجھ کو اور آپ کو بیوی کا۔ اب آپ استخارہ موقوف کیجیے اور یہ پڑھتے ہوئے نعم البدل کا انتخاب شروع کر دیجیے۔

دل افگندیم بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا

برادرم محمد امان نے میری کتابوں کی بشوق جلد بندی کی ہے، اس کا شکریہ، مگر کتابوں کے انتظار میں کب تک دیدہ براہ رہے۔ مولوی عبدالسلام کہتے ہیں کہ وہ کتابیں مجلد ان کے میز پر ان کے سامنے رکھی ہوئی ہیں۔ بھلا ان کو یہ کیا حق ہے کہ پرائی بہو بیٹیوں کی کتابوں کو یوں بیٹھے گھورا کریں۔ صاحب! ان کو ریل کی ڈولی میں بٹھا کر یہاں روانہ کیجیے۔

نواب وقار الملک کا کوئی خط یہاں کے کاغذات میں مجھ کو نہیں ملا۔ مولوی عبدالسلام صاحب نے ان کاغذات کو دیکھا بھالا ہے اور انھیں نے سوانح شبلی کے لیے ان کو کھنگالا ہے، انھیں سے پوچھیے، ندوہ کے متعلق ان کے کارنامے مجھ کو نہیں معلوم۔

چند باتیں ہیں جو میں نے مولانا ے مرحوم سے سنی ہیں اور یاد ہیں ان کو لکھتا ہوں۔

۱۔ مولانا ے مرحوم[۶] ۱۹۰۴ء میں جب ندوہ میں آئے تو انھوں نے اپنے تمام دوستوں کو خط لکھا کہ میں اب ندوہ میں آگیا ہوں، اگر ندوہ کے سبب سے نہیں تو میری خاطر اس کی طرف توجہ کیجیے اور جو مالی امداد ممکن ہو اس سے دریغ نہ کیجیے۔ مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ آج مولوی مشتاق حسین صاحب کا خط میرے خط کے جواب میں آیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ میری ماہوار آمدنی کا ہر سال بجٹ بن جاتا ہے، تمام مصارف اور مدات کے بعد دس بارہ ماہوار میرے حصے میں آتے ہیں۔ اگر آپ مجھ سے مالی امداد چاہتے ہیں تو انھیں دس بارہ روپیوں میں سے کچھ کاٹ کر بچانا پڑے گا۔ پھر فرمایا کہ ان کی آمدنی کا بڑا حصہ طالب علموں کے وظائف اور غریبوں اور بیواؤں کی مدد میں خرچ ہوجاتا ہے، شاید ۶۰۰ سالانہ پنشن ہے مگر آدھی آمدنی کالج کی نذر کرتے ہیں۔

۲۔ مولانا، سرسید کے ساتھ حیدرآباد گئے تھے۔ اس وقت نواب محسن الملک اور نواب وقارالملک وہاں کے مناصب عالیہ پر ممتاز تھے۔ وقارالامرا (مدارالمہام) وزیر تھے۔ مولانا ان دونوں صاحبوں کے طرزِ مزاج کے اختلاف کا ذکر کررہے تھے۔ کہتے تھے کہ نواب محسن الملک سرسید سے ملنے آئے، آرام کرسی رکھی ہوئی تھی، وہ آکر اس پر دراز ہوگئے اور پاؤں اٹھا کر سامنے کرسی کے بازوؤں پر پھیلا دیے

اور سید صاحب سامنے کرسی پر بیٹھے تھے اور اسی طرح نواب محسن الملک پاؤں پھیلائے، سید صاحب! سید صاحب! کہہ کر باتیں کرنے لگے۔

دوسرے وقت نواب وقار الملک آئے، نواب وقار الامرا بھی تشریف لائے۔ نواب مشتاق (حسین) وقارالملک، سرسید کو ہمیشہ سرکار کہتے تھے۔ اس وقت ایک طرف وقار الامرا وزیر اعظم تھے۔ سرکار ان کا عام خطاب تھا اور ان کے سامنے کسی دوسرے کو سرکار کہنا سوء ادب ان کی جناب میں ہوسکتا تھا لیکن نواب وقار الملک کی استواری اخلاق کو، مولانا کہتے تھے کہ مجھے دیکھ کر تعجب ہو رہا تھا اور میں ششدر تھا کہ ماتحتی کے زمانہ سے سرسید کو جو سرکار کہتے آئے تھے، اس منصب عالی پر ممتاز ہونے کے باوجود اپنے طریقے کو نہیں بدلا۔ وہی سرکار، سرکار کرکے باتیں کررہے تھے۔ ایک طرف وقارالامرا کو سرکار کہتے تھے اور اسی وقت سرسید کو۔

۳۔ مولانا کہتے تھے کہ ایک طرف تو سرسید کا وہ یہ ادب ولحاظ کرتے تھے لیکن دوسری طرف حق کے مقابلہ میں وہ پہلے شخص تھے، جنھوں (نے) سید محمود کی سیکریٹری شپ کے معاملہ میں سب سے زیادہ بہادری سے سرسید کی مخالفت کی۔ سرسید نے ٹرسٹیوں کے نام مشورہ کا جو خط لکھا اس کے جواب میں نواب وقارالملک نے لکھا کہ اسلام کی جمہوریت شکنی کی صرف دو ہی مثالیں ہیں، ایک تو امیر معاویہ نے جب یزید کو اپنا جانشین بنایا، دوسرے آپ ہوں گے جو سید محمود کو اپنا جانشین بنا رہے ہیں۔ مولانا کہتے ہیں کہ سرسید اس خط کو پڑھ کر دانت پیتے تھے۔

۴۔ پھر اسی کے ساتھ سرسید کی تجویز کی مخالفت میں نواب وقارالملک نے ایک نہایت مفصل مضمون لکھ کر پیسہ اخبار میں بھیجا۔ ابھی چونکہ پرچہ نکلا نہیں تھا کہ سرسید کا انتقال ہوگیا، نواب وقارالملک نے فوراً تار دے کر پرچہ رکوادیا اور اس مضمون کو تلف کرادیا۔

۵۔ نواب وقارالملک کالج کے سیکریٹری تھے اور مولانا ندوہ میں تھے، کوئی لیفٹیننٹ گورنر لکھنؤ سے جارہا تھا شاید لاٹوش صاحب تھے۔ اس کو الوداع کہنے کے لیے لکھنؤ اسٹیشن پر لوگ جمع تھے، مولانا بھی جانے والے تھے۔ مجھے رقعہ لکھا کہ تم اپنی کوئی عبا بھیج دو۔ میں نے دو تین عبائیں بھیج دیں۔ مولانا نے ایک سبز قسم کی عبا پسند کی اور اس کو پہن کر اسٹیشن تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو نہایت

مکدر۔ فرمایا کہ آج تو تم نے مجھے نہایت ذلیل کیا۔ میں نے پوچھا، کیا ہوا مولانا ؟ فرمایا، میں تو اس قدر قیمتی، بھڑک دار عبا پہن کر گیا، وہاں نواب وقار الملک کو دیکھا تو وہی تین، چار آنے گز کا کپڑا پہنے ہوئے تھے، مجھے نہایت غیرت آئی۔

میرا ذاتی تجربہ

۱۔نواب صاحب کو کئی دفعہ میں نے دیکھا کہ کبھی گاڑی میں پہلے نہیں بیٹھتے اور امتیاز کی جگہ نہیں بیٹھتے اور اس کے لیے کئی دفعہ منت اور اصرار اور اہتمام رہتا۔ ندوہ میں دلی کے جلسہ میں ان کو دیکھا کہ گاڑی میں خود پہلے نہیں بیٹھے اور حقی بغدادی کے آگے بیٹھنے پر اصرار کر رہے ہیں۔

۲۔ طالب العلمی میں غالباً ۱۹۰۵ء میں یا ۱۹۰۶ء میں ندوۃ العلماء کی طرف سے وفد میں ہم چند طلبہ امروہہ گئے تھے اور ایک دوسری جگہ ٹھہرے تھے۔ ہم لوگوں کی حیثیت کیا تھی، طالب العلم محض تھے، مگر باصرار اپنے یہاں اٹھوالیا اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اس سے زیادہ عجیب یہ کہ جب ہم چلنے لگے تو ان کا مکان ذرا گلی میں تھا، سواری وہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی، یکہ سڑک پر تھا۔ بایں درجۂ عالی اور پھر بایں ضعف و پیری، ہم چند طلبہ کو پہنچانے کے لیے آئے۔ پھر دروازے تک نہیں رکے بلکہ سڑک تک آکر اور یکے پر سوار کر کے تب واپس گئے۔

۳۔ندوہ میں سب سے پہلے جب میں نے ان کو دیکھا تو وہ زمانہ تھا جب وہ سفر حج سے واپس آئے تھے۔ سر منڈا ہوا، اس پر ترکی ٹوپی منڈھی ہوئی، ساتھ خدمت گار جس کے کندھے پر جانماز پڑی ہوئی۔ دیکھ کر سخت تعجب آیا۔

۴۔ غالباً ۱۹۰۸ء یا ۱۹۰۹ء میں مدینہ منورہ کے ایک مفتی حنابلہ ہندوستان آئے تھے۔ میرا ان کا ساتھ ایک خاص ضرورت کے سبب لکھنؤ میں ایک مہینہ رہا۔ وہ نواب صاحب [سے] وہیں عرب میں ملے تھے، نہایت درجہ مداح تھے۔[8]

ندوہ کے متعلق ان کے تعلقات دفتر ندوہ سے دریافت کیجیے۔

میں چاہتا ہوں کہ اپنے دفتری کو چند روز کے لیے محمد امان صاحب کی شاگردی میں دوں۔

اگر وہ قبول کریں تو میں بھیجوں بشرطیکہ وہ اس کو اوچیز نہ لیں۔ اس کا جواب ان سے چاہتا ہوں۔

والسلام

سید سلیمان

۱۷ فروری ۱۹۲۱ء

....

(۳)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

نمبر ۲۸۹ مورخہ ۱۹۲۲ء

محترم، السلام علیکم

میں نے مولوی عبدالعلی کے متعلق مولانا سعد الدین اور مفتی صاحب کو لکھ دیا ہے۔

وقارِ حیات کے متعلق آپ کے مواد کا تذکرہ میں نے معارف کے مارچ نمبر میں کر دیا ہے اس لیے اب مہدی میاں[9] کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ممکن ہے کہ اواخر فروری یا اوائل مارچ میں بمبئی جاتے آپ کا مہمان ہوں مگر مع اہلیہ محترمہ!

والسلام

سید سلیمان

۲۱ فروری ۲۳ء

جناب منشی محمد امین صاحب۔ شاہ جہان آباد۔ بھوپال

....

(۴)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

Shibli Academy

Azamgarh. (U.P)

محترمی، السلام علیکم!

آپ کے متعدد خطوط موصول ہوئے۔ میں لکھنؤ پہنچ کر بیمار ہوگیا۔ کل لکھنؤ سے اعظم گڑھ پہنچا۔ شہر میں طاعون ہے، اس لیے دفتر بند تھا لیکن نقصانات کو دیکھ کر جانی خطرات کے باوجود دفتر کھل گیا ہے۔ بمبئی میں آپ کا پیغام پہنچا تھا اور خود عطیہ بیگم کی طلبی بھی آئی تھی مگر چند روز کے قیام میں ان کے ہاں جانے کی فرصت نہ مل سکی۔

تاریخِ اسلام یہاں مولوی سعید صاحب انصاری کے متعلق ہے۔ وہ گو یہاں سے علاحدہ ہو گئے ہیں، تاہم یہاں کے کام گھر بیٹھ کر کر رہے ہیں۔ یہ پورے خانہ خاندان ہائے اسلام کی مختصر تاریخ ہوگی۔ اس کی تقسیم شاہی خاندانوں پر ہے جو دنیا کے کسی حصہ میں مسلمانوں نے قائم کیے۔ ہر خاندان کی الگ الگ تاریخ ہے اور جو اپنی تاریخ ترتیب کے تناسب سے مرتب ہوگی۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کب تک تیار ہوجائے گی۔ پوری تاریخ غالباً ۷۰۰ صفحات میں ہوگی۔

بھوپال اسٹیشن پر آپ کی ملاقات نہ ہونے کا افسوس رہا مگر آپ کی مجبوری بھی ظاہر تھی۔

عفت المسلمات کی ایک کاپی تو عنایت کیجیے۔ ظل السلطان سلیمان بیگم کے نام آنا چاہیے، اس کے صلہ میں مضامین پہنچیں گے۔

والسلام

سید سلیمان

۱۰ اپریل ۱۹۲۳ء

....

(۵)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

محترم، السلام علیکم!

عفت المسلمات اب تک نہیں ملی۔

میں آپ کو اطلاع دے چکا ہوں کہ آپ کے تین چار خطوط میں سے کوئی مفصل خط ایسا

نہیں ملا جس میں یہ تفصیل ہو کہ مکاتیبِ شبلی کی نسبت آپ کیا چاہتے ہیں؟ یعنی یہ کہ عطیہ سے لے کر اس کے خطوط بھی ان میں شامل کر دیے جائیں؟[۱۰]

کپڑوں کے نمونوں پر قیمت درج نہیں تو اس کا کیا علاج کیا جائے۔ پھر سے وہ نمونے واپس کیجیے تو قیمت لکھوا کر بھیج دی جائے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۵ اپریل ۲۳ء

۸ رمضان ۴۱ھ

جناب منشی محمد امین صاحب۔ شاہ جہان آباد۔ بھوپال

....

(۶)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

نمبر ۴۱۲۴

محترم، السلام علیکم!

رقعہ پہنچا۔ خطوط پہلے مجھے ایک نظر دکھا لیجیے، اس کے بعد آپ بخوشی چھاپیے۔ جو فقرے میں حذف کردوں، وہ نکال دیجیے۔[۱۱]

والسلام

سید سلیمان

۱۶ رمضان ۴۱ھ[۱۲]

کتاب نہیں پہنچی، رسالہ آیا۔ شکریہ۔

سیر الصحابیات کے جو سو نسخے بحکم سرکارِ عالیہ آپ نے منگوائے تھے، ان کی رقم اب تک وصول نہیں ہوئی۔ ازراہِ عنایت توجہ کیجیے۔

جناب منشی محمد امین صاحب مہتمم تاریخ۔شاہ جہان آباد۔بھوپال

....

(۷)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

Shibli Academy

Azamgarh (U.P.)

محترمی، السلام علیکم!

ایک عجیب بات ہے، مفتی انوارالحق صاحب کی طرف سے ایک سرکاری مراسلہ نمبر ۱۵۳۱، مؤرخہ ۲۹ اگست ۴۳ء آیا ہے جس میں مجھ سے استصواب کیا گیا ہے کہ سیرت کے حق تصنیف کو عام کردیا جائے تو کیا زیادہ مفید نہ ہوگا ؟ میں نے آج اس کے جواب میں ایک مفصل خط لکھا ہے کہ یہ ناممکن ہے۔وجوہ حسب ذیل دیے ہیں:۔

۱۔ہندوستان کے مطابع اور پبلشرس سے آپ ناواقف نہیں کہ وہ کس بے دردی اور بے پروائی سے صرف حصولِ زرکثیر اور منافع خطیر کے لیے ارزاں ردی ایڈیشن غلط سلط، محرف اور محو کرکے شائع کرتے ہیں۔

۲۔اس سے عام مسلمانوں کو مذہبی فائدہ پہنچنے کے بجائے صرف چند حریص مطبع والوں کو لکھنؤ، دلی اور لاہور کے فائدہ پہنچے گا۔

۳۔سیرت کی اشاعت اور طبع کا کوئی سرمایہ خاص نہیں، ایک جلد کی فروخت سے جو حاصل ہوتا ہے وہ دوسری جلد میں لگتا ہے۔اس وقت ہزاروں کا مال ہے اور ہزاروں کا سرمایہ لگا ہے، وہ سب برباد جائے گا اور آئندہ کی اشاعت رک جائے گی اور ہوگا یہ کہ ادھر ہم نے نئی جلد شائع کی اور یاروں نے اس کی نقلیں چھاپ دیں تو ہماری اشاعت تو پڑی رہ جائے گی اور آئندہ کا کام بند ہوجائے گا۔

۴۔ہم نے خود دوسری طبع کو ارزاں تر کردیا ہے۔پہلی جلد ۶۵۰ صفحات قیمت للعہ دوسری جلد ۵۵۰ صفحات ہے۔یہی اہلِ مطابع ہمارے ہاں کی کتابوں کو خرید کر ڈیوڑھی قیمت پر بیچ کر نفع

حاصل کررہے ہیں۔

۵۔سیرت کی اشاعت سے جو آمدن تھوڑی ہوتی ہے، وہ ذاتی مصرف میں نہیں آتی، سیرت ہی کے کاموں میں لگتی ہے۔کچھ دارالمصنفین کے کام آتی ہے۔دوسری مذہبی کتابیں اسوۂ صحابہ، سیر الصحابہ وغیرہ شائع ہو کر مضاعف فائدہ اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔دارالمصنفین کوئی عام چندہ نہیں کرتا، دارالاشاعہ پر وہ صرف قانع ہے۔

میں اس تحریک کا منشا نہ سمجھ سکا۔آپ کو لکھتا ہوں تاکہ آپ معاملہ سے آگاہ رہیں۔آپ سے ملے مدت ہوئی۔جی چاہتا ہے، اب تیسری جلد دو چار ہفتے میں چھپ جائے تو لے کر حاضر ہوں۔

والسلام

سید سلیمان

۱۰ ستمبر ۴۳ء

....

(۸)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

Shibli Academy

Azamgarh (U.P.)

محب محترم، السلام علیکم!

والانامہ نے مشرف کیا۔ میں خود بھی چند روز سے آپ کو خط لکھنا چاہتا تھا مگر بضرورت۔ ریاست بھوپال نے چندوں کی تقسیم کا طریقہ بدل دیا ہے۔یعنی بجائے براہِ راست بھیجنے کے بذریعہ مختارکار کے انجمنیں خود اپنی ذمہ داری پر خزانہ سے وصول کریں گی۔ یہ طریقہ سخت تکلیف دہ ہے۔ حیدرآباد میں اس پر عمل ہے مگر بڑی مشکلوں سے اس سے مجھ کو نجات ملی اور اب براہِ راست آتا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس طریقہ سے دارالمصنفین کو مستثنیٰ کیا جائے۔اگر ایسا نہ ہوسکے تو پھر مختارکون ہو؟ کیا آپ اس ذمہ داری کو قبول کریں گے ؟ جلد جواب سے مشرف فرمایئے، مراسلۂ

سرکاری کا جواب اسی لیے رکا ہوا ہے۔ سرکارِ عالیہ نے زبانی فرمایا تھا کہ یہ امداد اب جاری رہے گی، مگر اب سرکاری حوالہ کیوں کر دوں؟

مولوی عبدالسلام صاحب کو آپ تر کی کیا جرمنی پڑھنے کے لیے بھی بلائیے تو وہ حاضر ہیں۔ مقصودِ زندگی تو "تقدِ علیہ السلام" ہے، وہ جب بھی اور جیسے بھی مل سکے۔ میرا ارادہ امسال نہ دیر کا ہے نہ حرم کا، یعنی نہ علی گڑھ نہ کوکناڈا۔

والسلام

سید سلیمان

۱۹ دسمبر ۲۳ء

....

(۹)

دارالمصنفین اعظم گڑھ　　　　مورخہ ۲۳ جنوری ۲۴ء

محترم، السلام علیکم!

انگورہ کے لیے کتابیں تیار ہیں۔ ہر ہائی نس کی تصنیفات بھیجیے۔ مولوی عبدالرزاق صاحب نظام الملک کے دو نسخے عنایت کریں، ایک دارالمصنفین کے لیے اور ایک انگورہ کے لیے۔ پتا یہ ہے۔

ہیئت علمیہ اسلامیہ۔ انگورہ۔

مکاتیبِ محسن الملک و وقار الملک کا شکریہ۔ ریویو ہوگا۔

ماہوار کے لیے مشکل یہ ہے کہ یہاں کوئی بنک نہیں۔ بنک کیا بذریعہ منی آرڈر بھیجے گا؟

سیرت کے ۲۵۰ صفحے چھپ گئے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۲ جنوری ۲۳ء[۱۳]

جناب منشی محمد امین صاحب زبیری۔ شاہ جہان آباد۔ بھوپال

....

(۱۰)

دارالمصنفین اعظم گڑھ　　　　مورخہ ۲۶ جنوری ۲۳ء

مجی، السلام علیکم!

شمیم صاحب کے مضمون کا ایک ہی نمبر نکلا تھا۔ مولوی عبدالسلام کا مضمون مولانا کے فارسی دیوان پر اردوئے معلّٰی علی گڑھ کے سلسلۂ اول میں نکلا تھا اور سلسلۂ دوم میں مولانا کی وفات پر لکھتے ہوئے اسے حسرت[۱۴] نے دوبارہ چھاپا تھا۔ مولوی ابوالکلام صاحب نے البلاغ میں اپنی ایک تقریر چھاپی تھی جو "مسلم انسٹی ٹیوٹ کلکتہ" میں انھوں نے مولانا کی وفات پر کی تھی۔ یہ مضامین یک جا کہاں ہوں گے؟

والسلام

سید سلیمان

۲۵ جنوری ۲۴ء

جناب منشی محمد امین صاحب دام لطفہٗ۔ شاہ جہان آباد۔ بھوپال

....

(۱۱)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

ایک گم کردہ راہ کا سلام لیجیے۔

مدتے شد کہ رہ و رسمِ وفا مسدود است۔ اگر دل کی حقیقت پر اطلاع ہو سکتی تو آپ کو یقین آجاتا کہ میں کس وجہ اپنے دل میں آپ کے پاس حاضر نہ ہونے سے نادم ہوں۔ حجاز جاتے وقت تو

جلدی تھی مگر آتے وقت ارادہ تھا کہ ضرور اتروں گا[15] مگر شوکت صاحب نے زبردستی دلی چلا دیا۔ ادھر حیدرآباد جانے کا ارادہ تھا کہ ایک عزیز نے منع کر بھیجا کہ ابھی آپ میدانِ سیاست سے تازہ وارد ہیں، ادھر کا رخ نہ کیجیے۔ میں [نے] اسی ''کبریٰ'' پر ''صغریٰ'' کو بھی قیاس کیا۔

یہ خط بے ساختہ لکھتا ہوں۔ قومی و علمی وشبلیانہ تعلقات کو چھوڑ کر ہمارے آپ کے درمیان ''سسرالی'' تعلقات بھی ہیں۔ یعنی ہم دونوں کی ''ازدواجی علاقیت'' یکساں ہے۔

خبر نہیں بھوپال کا اونٹ کس کروٹ بیٹھایا بیٹھے گا؟ سرکار عالیہ کب تک واپس آئیں گی؟

آپ نے آموں کی فصل میں آنے کا وعدہ مولوی مسعود علی صاحب سے کیا تھا، یہ فصل تو اب آگئی، آپ کا وعدہ کب وفا ہوگا؟

ادھر ندوہ کا کام اپنے سر لے لیا ہے۔ چندہ جمع کرتا ہے۔ تعلیم درست کرتا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ معـــارف کی اڈیٹری کرتا ہے۔ آج کل آپ کے دوست مولوی عبدالسلام صاحب بڑے سیٹھ [سیٹھا] گئے ہیں۔ ان کے شعر الہند کی ایک جلد چھپ کر گویا تیار ہوگئی ہے۔ اس کتاب سے ان کو سرکار انگریزی سے بڑی بڑی توقعات ہیں۔ آپ کے بچے بچی ہوں گے۔ کسی نئے نتیجے کی خبر نہیں ملی۔

والسلام

سید سلیمان

۲۰ مئی ۲۵ء

....

(۱۴)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

محب محترم، السلام علیکم!

آپ نے تصنیف کی جو کیفیت لکھی ہے، اگر وہی ہے تو دونوں کا نام ہو تو اچھا اور قرینِ انصاف ہے۔ بھلا یہ کس کو یقین آسکتا ہے کہ آپ جولائی میں یہاں آئیں گے۔ بے کار آرزو کیوں پیدا کروں۔

آپ کے ضعفِ بصارت کا حال سن کر افسوس ہوا۔

آج لکھنؤ ایک ہفتہ کے لیے جا رہا ہوں۔

سید سلیمان

۱۵ جون ۲۵ء

جناب منشی محمد امین صاحب زبیری۔ شاہ جہان آباد۔ بھوپال

....

(۱۳)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ

Azamgarh (U.P.)

صدیقی محترم دام کرمہ،

السلام علیکم:- والا نامہ جو غم و مسرت کے مشترکہ جذبات سے لبریز تھا، پہنچا۔ دوسری رفیقہ کی دائمی مفارقت پر تعزیت و ماتم پرسی کا فرض ادا کروں یا آپ کے ناسورِ غم پر یاد دلا کر اور نشتر لگاؤں۔ میں نے دو غم اٹھائے، آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں اس لیے میری سنت پر عمل ہے۔ سچ یہ ہے کہ گو بیوی کا رشتہ ایک دنیاوی معاہدے کے ذریعے پیدا ہوتا ہے مگر جس درجہ اس کو اہمیت حاصل ہے، اکثر وہ لوگ جو اس درد سے آشنا نہیں اس کو سمجھ نہیں سکتے اور ''زن نو کن اے دوست در بہار'' کے خیالی فلسفہ کو مسرت کا سامان جانتے ہیں، مگر آپ کو بھی تجربے نے بتایا ہوگا کہ یہ کس قدر الم ناک نصیحت ہے اور محبت کے جذبے سے کس قدر خالی ہے۔[16]

آپ کے عہدہ و منصب کے استقرار پر خوشی ہے۔ بے چارہ ندوہ بے حد مدد کا محتاج ہے۔ بورڈنگ کی مد میں اس وقت وہ گیارہ ہزار کا مقروض ہے۔ ٹھیکے دار کا قرض ہے، کہاں سے ادا کیا جائے؟ نومبر میں کان پور میں جلسہ ہے۔

قومیات آج کل سر تا پا ذاتیات ہے۔ اس سے اب الگ رہنا چاہتا ہوں، خدا مجھ کو اس پر

قدرت بخشے۔ دارالمصنفین چل رہا ہے۔ کئی نئی کتابیں زیر طبع ہیں۔ سیرت کی چوتھی جلد کا مسودہ چار مہینے کے بعد آج کھولا ہے۔

آپ زندگی کے غم و آلام سے افسردہ ہیں۔ مجھ پر بھی اکثر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔ زندگی کے غم و مسرت کے دونوں رخ ہیں۔ جس وقت جو واقعہ پیش ہوتا ہے، پوری زندگی کا مرقع اس رنگ میں ڈوبا دکھائی دیتا ہے۔

مولوی عبدالسلام نے فقرائے اسلام لکھی ہے۔ کیا اب بھی آپ کو اس کی ضرورت ہے؟

مجھ سے آپ آزردہ ہیں مگر وجۂ آزردگی نہایت خفیف ہے۔ آپ نے کب بلایا کہ میں نہیں آیا۔ حج کو جاتے ہوئے بھوپال میں بڑا مجمع اسٹیشن پر تھا،[17] میری [نظریں] آپ کو ڈھونڈتی [پھریں] مگر ناکام رہیں حال آنکہ آپ کو خبر تھی۔ خیر!

سید سلیمان

۳۰ ستمبر ۲۶ء

....

(۱۴)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

محبِ مکرم، دام لطفہٗ!

السلام علیکم:۔ والا نامہ ورود فرما ہوا۔ حادثۂ جاں کاہ کی اطلاع ہوئی۔ خدا کرے کہ آپ کی ابتلاؤں میں یہ اخیر ابتلا ثابت ہو۔ مرحومہ کی دائمی مفارقت نے آپ کو سخت صدمہ پہنچایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدم رکھے اور رضا و تسلیم کا مزید خوگر بنائے۔

نواب صاحب کا علی گڑھ کا عطیہ یادگار رہے گا۔ غریب ندوہ! ہائے! میں ندوہ کی خاطر یکم دسمبر کو لکھنؤ سے مدراس کا عزم رکھتا ہوں۔ ۲۰ کو واپس آجاؤں گا۔ ۱۱ ہزار کا قرض اس بے چارے کے سر ہے۔

خطوطِ شبلی کی اشاعت اور مولوی عبدالحق صاحب کے مقدمے پر معلوم نہیں کہ آپ کو مبارک باد دوں یا شکایت کروں۔ بہر حال الخیر فی ما وقع۔

والسلام

سید سلیمان

۲۷ نومبر ۲۶ء

....

(۱۵)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

محبِ محترم، دام لطفہٗ!

السلام علیکم:۔ والا نامہ نے مشرف کیا۔ میں وطن (دیسنہ، بہار) گیا ہوا تھا۔ ۵ کو واپس آیا۔ آپ کے حسب الامر اپنے یہاں کی تمام زنانہ کتابیں بھیجتا ہوں۔ سرکارِ عالیہ[18] کا خیال بہت اچھا ہے۔ کاش ملک کے نئے رہنما بھی مستقبل کی زنانہ مشکلات کو سمجھیں اور آئندہ کے نقشہ کے لیے پہلے سے تیار ہو جائیں۔ مجھ سے جو مدد ممکن ہوگی اس کے لیے حاضر ہوں۔

مولوی عبدالسلام کا مسودہ تو موجود ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ اس کو صاف کر کے بھیج دیں۔ زکوٰۃ سے غیر مسلموں کی مدد کی جا سکتی ہے۔ قرآن پاک میں مساکین و یتامیٰ وغیرہ اصناف کا جہاں ذکر ہے جو مستحقین زکوٰۃ ہیں، وہاں مسلمان کی قید نہیں۔ مجھے یاد آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہلِ ذمہ کو زکوٰۃ میں سے حصہ دیا ہے۔ الفاروق میں اس کا کہیں تذکرہ ہے۔

پرامیسری نوٹ پر زکوٰۃ کے مسئلہ کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ کے شہر میں بہت سے علما ہیں پہلے ان سے دریافت کیجیے۔ فتوے مجھ سے نہ پوچھا کیجیے، اس کے لیے محض علم درکار نہیں بلکہ

زہد وتقویٰ کی حاجت ہے۔ دیوبند یا ندوہ میں استفتا بھیج کر دریافت کرلیجیے۔

میں خود دوسری سرگرمیوں سے الگ ہوگیا ہوں۔ کانگرس سے کئی برس سے کوئی تعلق نہیں۔

اس وفد کی واپسی کے بعد خلافت کے ساتھ بھی تعلق یک گونہ منقطع ہوگیا۔[19]

والسلام

سید سلیمان

۱۱ جنوری ۲۷ء

---

(۱۶)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

محب محترم، السلام علیکم:۔

میں سفر میں تھا۔ مسلم نکاح کمیٹی گورنمنٹ نے یوپی میں بٹھائی ہے، اس کا ممبر ہوں۔ اس کے اجلاس کی شرکت کے لیے گیا تھا۔ پھر میرا ایک عزیز علی گڑھ میں بیمار تھا، اس کی عیادت کو گیا تھا۔ وہاں عظمت الٰہی صاحب سے آپ کے تیسرے عقد کا حال معلوم ہوا جو شاید میرٹھ میں انجام پایا۔

کیا کہوں بھوپال کو ترس گیا ہوں۔ مدت سے آنا جانا نہیں ہوا۔ آپ سے ملنے کو جی چاہا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سکینت کی دولت عطا فرمائے۔

میں دینیات کا زنانہ نصاب کیا بتاؤں، تمام لٹریچر میرے پیش نظر نہیں۔ آپ جمع کرلیجیے تو اطلاع دیجیے۔ دارالمصنفین کے ارکان بھی بھوپال سے نہیں ملے۔ شاید ایک دو صاحب نے بھی سرفراز نہ فرمایا۔

والسلام

سید سلیمان

۳ فروری ۲۷ء

---

(۱۷)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

۱۳ جولائی ۲۷ء

محترم دام لطفہٗ،

السلام علیکم:۔ آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ پچھلے سال ہماری مجلس کے صدر نواب عماد الملک مرحوم نے وفات پائی، ان کی جگہ پر کوئی نیا انتخاب نہ ہوسکا۔[20] بالفعل نائب صدر نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی صدر الصدور امور مذہبی سرکار عالی حیدرآباد دکن ہیں۔ مناسب ہوگا کہ ان کو نواب صاحب مرحوم کی جگہ صدر منتخب کیا جائے۔ اپنی پسندیدگی سے مطلع فرمایئے۔

نائب صدر کے لیے کسی نئے شخص کا انتخاب عمل میں لایا جائے جو اپنے علم اور علمی ہمدردی اور اعزاز کے لحاظ سے ممتاز ہو۔ ازراہِ عنایت آپ کے خیال میں جو مناسب شخصیت ہو، اس کا نام پیش فرمائیں تاکہ انتخاب کے لیے پیش کیا جاسکے۔

سید سلیمان

ناظم دارالمصنفین

---

(۱۸)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

محترم دام لطفہٗ،

السلام علیکم:۔ اگر ادھر آپ مرحوم ہیں تو ادھر میں مرحوم ہوں۔

مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

حافظ ولایت اللہ صاحب کے نام فہرست اور روداد بھیج دے رہا ہوں۔ باقی مالی امداد کے متعلق میں اس قدر ہر شخص سے مایوس ہو چکا ہوں کہ اب کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے بھی شرم آتی ہے۔ ذاتی گداگری سے تو اللہ نے محفوظ رکھا مگر قومی گداگری بھی اس سے کم نہیں۔

حیدرآباد میں ۲۲ کو اردو ٹائپ کانفرنس ہے، اس میں میں بھی مدعو ہوں۔ کل روانگی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ خدا جانے بھوپال کب آسکوں اور کب مل سکوں؟

بھوپال کے موجودہ احباب کو کیا کہوں؟

والسلام

سید سلیمان

۱۷ اپریل ۳۰ء

....

(۱۹)

دیسنہ ضلع پٹنہ

محب مکرم دام لطفہٗ،

السلام علیکم:- میں ایک ماہ سے آوارہ گرد ہوں اور اب اپنے مرکز سے دور اپنے وطن میں مقیم۔ کل ان شاء اللہ واپس جاؤں گا۔ میں اپنے اضطراب و تپاک کے احوال اور دیگر ضروریات کے باعث حسب اطلاع سابق حیدرآباد نہ جاسکا تھا۔

حضور سرکار عالیہ غفر لہا اللہ تعالیٰ کا سانحہ کتنا عظیم الشان ہے اور آپ کے لیے یہ ایک ذاتی سانحہ بھی۔ خدا معین و مددگار ہے۔[۲۱]

میری حالت صحت گہے چوں اور گہے چناں۔ چند روز سے کچھ کھانے یا نہ کھانے [سے] دست آجاتے ہیں۔ امید ہے کہ اب آپ کو پوری قوت آچکی ہوگی۔

کل اعظم گڑھ روانہ ہوں گا۔

والسلام

سید سلیمان

۲۱ جون ۳۰ء

بخدمت گرامی محبی منشی محمد امین صاحب دام لطفہٗ۔ شاہ جہان آباد۔ بھوپال Bhopal

....

(۲۰)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

محب محترم ادام اللہ لطفکم،

السلام علیکم:- محبت نامہ کا شکریہ۔ آپ کی علالت کا حال معلوم ہوا۔ جس قدر آپ میرے ملنے کے شائق ہیں، اس سے زیادہ میں۔ لیکن صورت یہ ہے کہ بھوپال میں جب سے انقلاب ہوا ہے، مجھے وہاں قدم رکھتے ہوئے ڈر سا معلوم ہوتا ہے۔ عہد حاضر کے احباب، عہد قدیم سے اسی قدر مختلف ہیں جس قدر عہد قدیم عہد حاضر سے۔

ہر چند [گو] میں رہا رہین ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

معلوم نہیں کہ مخدومۂ علیہ کی وفات کے بعد آپ کا کیا حال ہے؟ ذرا تفصیل سے لکھیے۔

اکبر نامہ مطبع نولکشور، لکھنؤ میں چھپا تھا مگر شاید اب نہ ملے۔ ہمارے ہاں اس کا قلمی نسخہ ہے مگر اول و آخر سے ناقص ہے۔ ندوہ میں مطبوعہ نسخہ ہے۔ آپ ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب (خلف مولانا سید عبدالحئی صاحب) نائب ناظم کو لکھیں، وہی کتب خانے کے انچارج ہیں۔

مولوی مسعود علی صاحب اور مولوی عبدالسلام صاحب بخیریت ہیں اور سلام کہتے ہیں۔

یکم اکتوبر ۱۹۳۰ء

....

(۲۱)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

مخترم دام لطفہٗ،

السلام علیکم:- عنایت نامے کا شکریہ۔ آپ کے حالات و کوائف کو سن کر آپ سے ملنے کا اور زیادہ مشتاق ہوگیا ہوں۔ اوائلِ مارچ میں بمبئی گورنمنٹ کے شعبۂ ترقیِ علوم اسلام کی دعوت پر بمبئی کا قصد ہے۔ واپسی میں ان شاءاللہ بھوپال ٹھہروں گا۔ محمد علی بیگم کی تعزیت بھی کرنی ہے۔

سرکارِ عالیہ[۲۲] کی سوانح عمری کی تکمیل میں جو کام مجھ سے سرانجام پاسکے اس میں کسے عذر ہوسکتا ہے۔ انھوں نے دارالمصنفین کی پہلی بنیاد رکھی۔

مولانا عبدالسلام ایسے بے وقوف مراقی نہیں ہیں جو آپ کے بھرے میں آجاتے۔ آپ کے فقرے ان کو دکھائے، جواب صرف ایک تبسم تھا۔

مولوی مہدی صاحب[۲۳] کے پاس جو مجموعہ ہے، وہ آجاتا تو مضامین کا مقابلہ ہوجاتا۔ ان سے کہہ کر بھجوا دیجیے۔

آپ کا شعبۂ تاریخ کیا اب بھی قائم ہے؟

والسلام

سید سلیمان

۲۴ رمضان ۱۳۴۹ھ[۲۴]

....

(۲۲)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

مجی دام لطفہٗ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ چند روز الٰہ آباد ٹھہر کر ۷ اپریل کو اعظم گڑھ پہنچا۔ زکام کا تحفہ ساتھ لایا۔ سر قابو میں نہیں۔ خواجہ اکرم صاحب اور قاضی ولی محمد صاحب کے نام درج کرا دیے ہیں۔ رسید بن گئی ہوں گی۔ اب ضرورت ہے کہ ۱۸ نام جو باقی ہیں وہ پورے کیجیے۔

آپ کی عنایات کا شکرگزار۔ یامین و نعمان کو دعا۔[۲۵]

ہاں صاحب! کتب فروش صاحب سے [پوچھیں] دیوانِ عارف جس کا انھوں نے ذکر کیا تھا اور ادب کے منتشر رقعات و خطوط جو ان کے پاس ہیں ان دونوں کی کیا قیمت لیں گے؟

والسلام

سید سلیمان

۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء

مجی منشی محمد امین صاحب دام لطفہٗ۔ شاہ جہان آباد۔ بھوپال

....

(۲۳)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

مخترم دام لطفہٗ

السلام علیکم:- آپ نے اور ایڈیٹر ظل السلطان نے پیہم وعدوں کے بعد بھی ممبر نہ بنائے۔ کیا اب بھوپال کی سیاسیات اس قدر ترقی کر جائیں گی کہ علمیات فراموش ہوجائیں گی؟

کتب فروش صاحب کا میں نام بھول گیا اور پتہ بھی۔ ان کا خط آیا تھا، جواب بھی نہ دیا کہ گورکھپور سے ایک معزز دوست آئے تھے، ان کو دے دیا تھا کہ فاروق صاحب کو دکھا کر جواب دے دیں۔ ان کا زبانی جواب آیا ہے کہ یہ کتابیں ان کے پاس ہیں۔ وہ ان کی قیمتیں لکھ دیں، وہ قیمت ادا کردیں گے۔ اب آپ ان سے کہیے کہ قیمت لکھ بھیجیں۔

دیوانِ عارف اردو اور مجموعۂ خطوطِ ادبیہ عربیہ کی قیمتیں اگر وہ نہیں بتاتے تو میرے پاس وہ بھیج کر قیمت طے کرلیں ۔دیوانِ عارف دیکھ کر قیمت کہی جاسکتی ہے۔

شعیب صاحب کا ایک ہی خط آیا ہے اور بس۔

والسلام

سید سلیمان

۸ جون ۱۹۳۱ء

....

(۲۴)

شبلی ہوسٹل ۔بادشاہ باغ ،لکھنؤ

محترم دام لطفکم،

السلام علیکم:۔ میں دن سے لکھنؤ میں قیام ہے۔غرض علاج ہے اور ساتھ ہی کچھ ندوہ کی تعلیمی خدمت ۔ضعفِ معدہ کے ساتھ اب ضعفِ قلب کی شکایت کا بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ سینہ میں تیز حرکت اور غذا کے بعد درد ہوتا ہے۔ پہلے سے افاقہ ہے مگر کامل شفا کہاں سے مل سکتی ہے۔

آپ کی علاحدگی اور قیامِ علی گڑھ خواہ کسی قدر افسوس ناک ہو، تاہم میرے نزدیک تو ’’الیاس احب الراحتین ‘‘۔ناامیدی بھی ایک راحت ہے کہ [کے] اصول پر مسرت انگیز ہے کہ تمام جھگڑوں سے نجات ملی۔[26]

آپ ایسی چراغ بکف دلاوری کے نمونے ایک نہیں متعدد دیکھ سکتے ہیں۔کس کس کو ٹوکیے؟

یہ سعادت علی خاں کون ہیں؟

ان شاءاللہ اگر گذرا تو ملوں گا۔

والسلام

سید سلیمان

ہاں معارف کے لیے ایک کارڈ مولوی مسعود علی صاحب کو لکھ دیجیے۔تعمیل ہو جائے گی۔

بچے تو ساتھ ہوں گے۔ دعا

سید سلیمان[27]

جناب منشی محمد امین صاحب دام لطفہ ۔احاطہ ٹھاکر اودے پیر سنگھ ۔علی گڑھ ۔Aligarh

....

(۲۵)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

محترم دام لطفہٗ،

السلام علیکم:۔ بحمداللہ میں پہلے سے بہت اچھا ہوں ۔ یوں ہی گھسٹ گھسٹ کر یہ منزل طے ہوجائے گی ۔علی گڑھ کے کانوکیشن میں آنے کا یوں ہی سا ارادہ ہوتا ہے ۔کل لکھنؤ کا عزم ہے۔

کیا علی گڑھ میں معارف کی توسیع کا کام نہیں ہوسکتا؟

بھائی فاروق صاحب دیوانہ کا معاملہ تو بھوپال کے کتب فروش سے طے کرا دیجیے لیکن بھوپال سے ان کا پھر خط آیا ہے۔

والسلام

سید سلیمان

۱۱ دسمبر ۳۱ء

جناب منشی محمد امین صاحب ۔احاطہ اودے پیر سنگھ ۔علی گڑھ۔

....

(۲۶)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

محترم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ۔

عنایت نامہ کا شکریہ۔آخر ان تمام جھگڑوں سے فائدہ کیا ہے؟ صرف دوسروں کی تذلیل ہے یا کچھ اور؟ میں تو عدالتوں میں آج تک حاضر نہیں ہوا ہوں، آپ کی دوستی کی بدولت کیا یہ بھی کرنا

پڑے گا؟ دراں حالیکہ میں اجزاے مقدمہ کے کسی جز سے بھی واقف نہیں ہوں۔[28]

کتابوں کو جو لوگ چھاپ لیتے ہیں ان کا علاج موجودہ قانون سے کچھ نہیں ہو سکتا اسی لیے دارالمصنفین کی کتابیں رجسٹرڈ نہیں کراتا۔ قانون نہایت مہمل ہے۔

والسلام

سید سلیمان

۶ مئی ۳۶ء[29]

منشی محمد امین صاحب دام لطفہٗ۔ احاطہ اودے پیر سنگھ۔ علی گڑھ

---

(۲۷)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

محترم دام لطفہٗ،

السلام علیکم:- مجھے افسوس ہے کہ آپ نے میری نسبت کچھ اچھی رائے قائم نہیں کی اور میری کم نویسی کو آپ نے بالکل غلط محل پر قیاس کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ جن خطوط کو طلب فرماتے ہیں، میں ان کو کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں آپ کا جب خط آتا ہے، میں ان کو تلاش کرتا ہوں۔ آج بھی کئی گھنٹے اس میں صرف ہوئے مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر تلاش کروں گا۔ آپ کی نزاع وجدال جس سے بھی ہو، مجھ سے نہیں ہے اور نہ میں اتنا کم ظرف ہوں کہ کسی تعلق کے ڈر سے میں آپ سے [-----][30] اور بے تعلقی برتوں۔ میں نے بڑی بڑی نوکریوں کی پروا نہیں کی ہے، پھر اس کا کیا اثر مجھ پر ہو سکتا ہے۔

معارف کے رجسٹر میں آپ کا پتا وہی چلا آتا ہے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ دفتر میں تبدیل پتا کی اطلاع دے دیتے۔ سیرت چہارم ابھی اعزازی لوگوں کے نام کہیں نہیں گئی۔ آپ کے نام بہر حال ابھی بھجوا دیتا ہوں۔

بحمد اللہ خیریت ہے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۸ ستمبر ۱۹۳۲ء

---

(۲۸)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

محترم دام لطفہٗ،

السلام علیکم:- یاد آوری کا شکریہ۔ بھوپال کے انقلابات کی خبریں ملتی رہتی ہیں اور صبر و شکر کرتا ہوں۔ ابھی اعلیٰ حضرت[31] کے نام سیرت نہیں گئی ہے۔ تقی صاحب اور شعیب صاحب[32] کے نام بھیج دی ہے۔ ان کے لیے لکھنؤ سے مجلد جلدوں کے آنے کا انتظار ہے۔

ہاں صاحب شہروں کی آمد و رفت سال ہا سال سے بند ہے۔ اس دفعہ مولانا ابوبکر صاحب سے کہا ہے کہ امتحانات کے سلسلہ میں وہ بلوائیں تو آؤں۔[33] مالی مشکلات ہر جگہ زنجیر پا ہیں۔

اس عمر (۴۸ سال) میں، ایک ننھے بیٹے کا باپ ہوا ہوں۔[34]

والسلام

سید سلیمان

۱۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء

جناب منشی محمد امین صاحب زبیری۔ اودے پیر سنگھ کمپونڈ۔ علی گڑھ

---

(۲۹)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

مجی، وعلیکم السلام:-

دارالمصنفین کی عکسی زیارت تو آپ نے کرلی، جسمانی واصلی زیارت کا بھی قصد کیجیے۔ شاید میں ایک دو ماہ میں علی گڑھ پہنچ سکوں۔ آپ کی ریاست[۳۵] نے امداد نصف کردی اور دا سال میں دو دفعہ۔ نصف فی صدی کی تخفیف بالکل نئی ہے۔

رسالہ دارالمصنفین اگر اب تک بھی نہ گیا ہوگا تو اب جاتا ہے۔ علی گڑھ میں کتابوں کے خریدار پیدا کیجیے، یہی اس وقت ہماری سب سے بڑی مدد ہے۔

سید سلیمان

۱۷ رمضان ۵۱ ھ[۳۶]

جناب منشی محمد امین صاحب دام لطفہ۔ کٹرہ اودے پیر سنگھ۔ علی گڑھ

....

(۳۰)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

مکرم دام لطفہٗ،

السلام علیکم:۔ مرسلہ فہرست صرف عالم گیری تاریخوں پر مشتمل ہے اور جس کا حال معارف جلد ۲۹ نمبر ۵ سے لیا گیا ہے۔ اب اگر عام مورخین ہندو کی فہرست کی ضرورت ہو تو معارف ۱۹۱۸ء کی جلد ۳ نمبر ۱ اور نمبر ۲ پڑھیے۔ میں مجمل فہرست بھیج رہا ہوں۔

فرمایئے آج کل زندگی کے دن کیسے گذرتے ہیں۔ ہمارا وطن بہار تو تباہ ہوگیا۔ گاؤں کے مکان کو سخت نقصان پہنچا۔ اعزہ سب بخیر ہیں۔

علی گڑھ کی پالی ٹکس میں پھر چپقلش برپا ہے۔ خدا رحم فرمائے۔

مولوی عبدالسلام صاحب ایک ماہ سے کمر کے درد میں مبتلا ہیں۔ اب افاقہ ہے۔

والسلام

سید سلیمان

۳۱ جنوری ۳۴ء

....

(۳۱)

Shibli Academy

دارالمصنفین اعظم گڑھ (یوپی)

Azamgarh (U.P.)

مکرم السلام علیکم:۔

آپ کا خط آیا تھا۔ میں بیمار تھا، اچھا ہوا تو ضعف واختلاج کا تسلط ہوا۔ اب اچھا ہوں اور کام کرتا ہوں مگر استراحت چاہتا ہوں اس لیے پرسوں دو ماہ کے لیے وطن جارہا ہوں۔ پتہ یہ ہوگا (دیسنہ ضلع پٹنہ)۔ آپ کی تحریریں پڑھا کرتا ہوں اور اندازِ بیان سے سمجھ لیتا ہوں۔

اب آپ کے باضابطہ خط کا جواب عرض ہے۔ قانونِ مطبوعات نہایت ناقص ہے۔ ہزار دقتوں کے بعد جو نتیجہ نکلے گا وہ یہ کہ دوسروں کی چھاپی ہوئی کتابیں آپ کو مل جائیں گی اور اصلی خرچ طبع اس کو آپ سے دلا دیا جائے گا اور اس کا کوئی حاصل نہیں کیونکہ روپیہ دے کر ان ردی کاغذ اور لکھائی چھپائی کی کتابوں کو دارالمصنفین کیا کرے گا۔ غرض نقصانِ مایہ وشماتت ہمسایہ دونوں ہے۔

راس مسعود صاحب نے استعفیٰ کیوں دے دیا؟[۳۷] آیا یہ محض دھمکی کا استعفیٰ ہے یا واقعی؟ اصلاح دینیات کا کام میں کرسکتا ہوں مگر کوئی کہے بھی۔ مدعی سست و گواہ چست۔ کیا یہ صحیح ہے کہ راس مسعود صاحب کی حوصلہ افزائی سے جنس لطیف کی غمزہ فروشی کے واقعات یونی ورسٹی کے احاطے میں عام طور سے رونما ہیں؟ کیا علی گڑھ اس تحریک کا بھی مرکز بنے گا؟

کیا علی گڑھ میں کافر گری کا کوئی نیا فتنہ پیدا ہوا جس کے سدباب کے لیے شیخ عبداللہ صاحب کو جوش آیا ہے؟ ــــــ داستانیں گھڑ کر لوگوں کو علما سے بدظن کرنا ــــــ بہتر نہیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲ مئی ۱۹۳۴ء

....

(۳۲)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرمی، السلام علیکم:-

عنایت کا شکریہ اور سوءِ ظن کا شکوہ۔ آپ کی کتاب میرے پیچھے آئی۔ ابھی تو شاید دو ماہ بھی پورے نہیں گذرے۔ رسالۂ ماہانہ کی تنگ دامانی کا حال تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ مولوی عبدالسلام صاحب آج ریویو لکھ رہے ہیں۔ شاید آئندہ ماہ نکل جائے۔ ''مصلحت اندیش'' کی بھی خوب کہی۔

بھوپال میں آپ کا ہونا معلوم ہوا تو آپ تک پہنچنے کے لیے دوڑ دھوپ کی۔ آپ کی قیام گاہ پر گیا، معلوم ہوا کہ کل آپ روانہ ہو گئے۔

الحمدللہ خیریت ہے۔ پانچویں جلد کی چھپائی اب ختم کے قریب ہے۔

والسلام

سلیمان

۲۲ ستمبر ۳۵ء

جناب منشی محمد امین صاحب زبیری۔ فرید منزل۔ ڈگی۔ علی گڑھ

....

(۳۳)

اعظم گڑھ

محبی، السلام علیکم:-

عنایت نامہ ملا۔ بحمداللہ اچھا ہوں مگر دل و دماغ ہمیشہ کے لیے مجروح ہو چکے۔[۳۸] اب میں

اس منزل میں ہوں جس میں مولانا شبلی کو آپ نے دیکھا تھا۔ یعنی اب اپنی فکر نہیں بلکہ اپنے بعد کی فکر ہے۔ یہی خیال اب ہمہ وقت چھایا رہتا ہے۔

تبدیلی آب و ہوا کے لیے ڈیرہ دون کا قصد ہے، شاید آخر مارچ میں۔

امید ہے کہ اب آپ بخار کے گذشتہ حملہ کے نتائج سے پاک ہو چکے ہوں۔

ابھی تک نوشت و خواند کی ممانعت ہے۔ ایک دو کارڈ جو لکھ لیتا ہوں، وہ ڈاکٹر سے چوری چھپے۔

آج کل تو آپ کے علی گڑھ میں بڑی شاہانہ رونق ہے۔ پرانے کھیل سب کھیلے جا رہے ہیں مگر اس پر نظر نہیں کہ زمانہ بساط الٹ چکا ہے، اب نئی شطرنج کے لیے نئے مہرے درکار ہیں۔

والسلام

سید سلیمان

۱۱ مارچ ۱۹۳۶ء

محبی منشی محمد امین صاحب زبیری دام لطفہ۔ فرید منزل۔ ڈگی۔ علی گڑھ

....

(۳۴)

اعظم گڑھ

محب مکرم دام لطفہ

السلام علیکم:- آپ کا عنایت نامہ اور مولوی مسعود علی کے نام پانچ روپے کا منی آرڈر ملا۔ شکریہ بالائے شکریہ۔ میرے بعض عزیزوں نے بھی روپے بھیجے تھے تو مستحقین میں تقسیم کرا دیے۔ آپ کے روپے بھی اسی مصرف میں آئیں گے۔ مولوی مسعود علی صاحب مجھ سے اطمینان کر کے تین مہینے کے لیے اپنے ذاتی کاموں کے لیے مکان گئے ہیں۔

میں ان شاء اللہ ۵ کو یہاں سے لکھنؤ جاؤں گا اور ۱۰ کو ڈیرہ دون پہنچوں گا۔ الحمدللہ قوت آ گئی ہے۔

پولیٹکل کروٹ کا مجموعہ نہیں چھپا، نہ اب چھپے گا[۳۹]۔ مولانا حالی وشبلی کے متعلق آپ مہدی مرحوم کے مضامین میں، جس کے مجموعہ کا نام افاداتِ مہدی ہے "معاصرانہ چشمک" والا مضمون پڑھیے اس میں سب کچھ ہے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۸ مارچ ۳۶ء

بخدمت منشی محمد امین صاحب۔ فرید منزل۔ ڈگی۔ علی گڑھ

....

(۳۵)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:۔

آپ کا شکوہ بجا ہے مگر اس کا یہ ضمیمہ صحیح نہیں کہ "اور ہر پھیرے میں اپنے دوست واحباب سے ملنے کوان کے ایوانوں، کوٹھیوں اور مکانوں تک گئے"۔ ایسا اسی وقت ہوا جب کسی نے مجبور کیا یا خاص طور سے مدعو کیا۔ رشید صدیقی کے سوا میں کبھی کسی کی کوٹھی میں نہیں ٹھہرا۔

آپ کے کرائے کا مکان، اس لیے کہ آپ وہاں ہیں، میرے لیے ایوان سے بڑھ کر ہے، بشرطیکہ آپ پوچھیں۔ آپ کے دوسرے فقروں کا جواب اس لیے نہیں دیتا کہ بے شک میری اتنی کمزوری ہے کہ میں چلنے پھرنے میں کتاہ ہوں اور آپ تک خاص طور سے کبھی نہیں پہنچ سکا، آپ کو دوستانہ شکایت ضرور ہونی چاہیے، جس پر مجھے ندامت ہے۔

مولانا فیض الحسن سہارن پوری پر مولانا شبلی مرحوم نے جو مضمون لکھا تھا، وہ میرے پاس نہیں، ضرور بھیج دیجیے۔

مولوی عبدالسلام صاحب کا مسودہ ان کو اضافہ واصلاح کے لیے دیا تھا، وہ اس کو اپنے رنگ میں کرنا چاہتے ہیں مگر امید نہیں کہ وہ کر سکیں۔

والسلام

سید سلیمان

۱۷ اپریل ۱۹۳۷ء

....

(۳٦)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:۔

عنایت نامہ کا شکریہ۔ دونوں ٹکڑے مفید تھے، کام آئیں گے مگر آپ نے یہ نہیں لکھا کہ ان دونوں کا ماخذ کیا ہے۔ مہربانی فرما کر ماخذ سے مطلع فرمایئے۔

باقی آپ کی تلمیحات کو میں نہیں سمجھا۔ مولوی عبدالسلام سمجھیں یا آپ سمجھیں، یہاں تو معاملہ صاف ہے۔ آج کل مولوی عبدالسلام پر مراق کا سخت دورہ ہے۔ بے کار سے ہو رہے ہیں۔

کیا آپ نے مکان بدل لیا؟

والسلام

سید سلیمان

۱۲ ستمبر ۱۹۳۸ء

جناب محبی منشی محمد امین صاحب زبیری۔ سول لائنس۔ علی گڑھ Aligarh

....

(۳۷)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:۔

ادھر بہت مصروف تھا، جواب نہ دے سکا۔ مجموعۂ خطوطِ سرسید کہاں سے ملے گا؟ مجموعۂ خطوطِ حالی بھی چاہیے۔

میں علی گڑھ گیا تھا۔ آپ کو پوچھا تو معلوم ہوا کہ آپ آج کل مولوی عبدالحق صاحب کے ساتھ دہلی ہیں۔ میں آج کل خریدارانِ معارف کی توسیع کی کوشش میں ہوں۔ کیا آپ اس میں حصہ نہ لیں گے؟

والسلام

سید سلیمان

۲۳ جنوری ۳۹ء

بخدمت مجی منشی محمد امین صاحب زبیری۔ سول لائنس۔ علی گڑھ Aligarh

....

(۳۸)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

محب مکرم، السلام علیکم:-

عنایت نامہ ملا۔ نقوش کا ایک (پارسل) مرسل ہے۔ حیاتِ سلطانی پر ایک مختصر تحریر مرسل ہے۔

آپ بھوپال جارہے ہیں اگر آپ کو موقعہ ہو تو میرے دو کام انجام دیں۔ ایک تو ندوہ کے پہلے [یہاں جو رقم لکھی گئی ہے وہ پڑھی نہ جا سکی] کی بحالی۔ مدت سے [یہاں جو رقم لکھی گئی ہے وہ پڑھی نہ جا سکی] کم کر دیے گئے ہیں۔ دوسرے دارالمصنفین کے نام سے ماہوار سیرت کا اجرا۔

ادھر مصروف ہوں۔ کل لکھنؤ کا قصد ہے۔

والسلام

سید سلیمان

یکم شعبان ۱۳۵۸ھ[۴۰]

....

(۳۹)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:-

معلوم نہیں آپ کہاں ہیں۔ آپ نے اپنے ایک اطلاع نامہ میں مولوی شبلی صاحب کا وہ عربی قصیدہ نقل کر کے بھیجا ہے جو اکتوبر ۱۸۸۱ء میں مولانا نے سرسید کی مدح میں لکھا تھا۔ آپ براہِ مہربانی اکتوبر ۱۸۸۱ء کے انسٹی ٹیوٹ (گزٹ) میں دیکھ کر مطلع فرمایئے کہ اکتوبر ۱۸۸۱ء کی تاریخ صحیح ہے۔[۴۱] ہو سکے تو تاریخ لکھیے اور انسٹی ٹیوٹ (گزٹ) کے جلد اور نمبر یا تاریخ اشاعت۔ پھر اس سے مطلع فرمایئے کہ مولانا جنوری ۱۸۸۲ء یا ۱۸۸۳ء میں علی گڑھ میں پروفیسر مقرر ہوئے۔[۴۲]

جواب جلد عنایت فرمایئے۔ بھوپال میں کیا ہوا؟

والسلام

سید سلیمان

۲ رمضان ۱۳۵۸ھ[۴۳]

....

(۴۰)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:-

میں نے شروع رمضان میں آپ سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے انسٹی ٹیوٹ گزٹ سے نقل کر کے مولانا شبلی کا وہ عربی قصیدہ نقل کر کے بھیجا تھا جو انھوں نے سرسید مرحوم کی مدح میں لکھا تھا۔ اس کی تاریخ آپ نے اکتوبر ۱۸۸۱ء لکھی ہے مگر چونکہ پنسل سے لکھا ہے اس لیے یقینی نہیں۔ مہربانی کر کے صحیح تاریخ لکھیے کہ اکتوبر ۱۸۸۱ء یا اکتوبر ۱۸۸۲ء ہے۔ صاف لکھیے اور اخبار کے نمبر و سال کا حوالہ بتایئے۔ اس سے بھی مطلع فرمایئے کہ مولانا ۱۸۸۲ء میں پروفیسر ہوئے یا جنوری ۱۸۸۳ء میں۔ مجھے شک ہے۔

رمضان بہ آرام گذر رہے ہیں۔ آپ کے سفرِ بھوپال کا حال معلوم نہیں ہوا۔

والسلام

سید سلیمان

۲۶ رمضان ۱۳۵۸ھ[۴۴]

مکرمی منشی محمد امین صاحب زبیری دام لطفہٗ ۔سول لائنس۔علی گڑھ Aligarh

....

(۴۱)

دارالعلوم ندوہ لکھنؤ

محب، مکرم السلام علیکم:۔

آپ کے لفافے سے جو خط برآمد ہوا، اس کو پڑھ کر مجھے بے حد ہنسی آئی۔ وہ ایک دل جلے کے خط کا جواب تھا جو پورتیہ[؟] میں ندوہ کے لیے کوئی جائداد وقف کرنا چاہتا ہے۔ دیکھیے وہ دل جلا آپ کا خط پا کر کیسا چراغ پا ہوتا ہے۔ بہرحال آپ کے خط میں یہ تھا۔

۱۔اس عربی قصیدے کی تمہید لکھ بھیجے جو اکتوبر ۱۸۸۱ء کے گزٹ میں ہے۔

۲۔آپ کو معلوم ہے کہ سرسید اور مولانا میں اخیر زمانے میں اختلاف پیدا ہوگئے تھے اس کے وجوہ کیا ہیں اور اسباب کیا تھے؟[۴۵]

۳۔میں مولانا مرحوم کے خطبات اور تقریریں چھپوانا چاہتا ہوں اس لیے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کانفرنس کی کن کن روداودں میں ان کی چھوٹی بڑی تقریریں ملیں گی۔ ان کا حوالہ اور ہوسکے تو ان روداودں کے نسخوں کی بہم رسانی یا ان تقریروں کی نقل، جس کی اجرت دی جائے گی۔

۴۔کانفرنس کے اجلاسِ اول میں مولانا نے کن تجویزوں کی تائید یا تحریک فرمائی اور ان پر جو تقریر بھی کی ہو بغیر تاریخ و اجلاس بھیج دیجیے۔

۵۔ترقی پنشن پر مبارک باد قبول فرمایئے۔

آج کل ندوہ کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس میں مدد فرمایئے۔ الندوہ کا بھی قصد ہے۔

ہاں! آپ نے دوسرے خط میں دارالمصنفین کی تاریخ کی جو تحریک اس موقع پر کی ہے، وہ برمحل ہے۔ ان شاء اللہ عمل کی کوشش کی جائے گی۔

والسلام

سید سلیمان

۲۷ نومبر ۳۹ء

....

(۴۲)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرمی، السلام علیکم:۔

کارڈ ملا۔ افسوس کہ مجھے پچھم کے بجائے پورب جانا پڑ رہا ہے۔ یعنی دلی کے بجائے کلکتہ۔ مولانا شبلی کی تحریریں تو مقالاتِ شبلی میں چھپ چکیں۔ "مجلس علم کلام" کا مضمون مقالات میں آگیا ہے۔ آپ کے پاس مقالاتِ شبلی کی سب جلدیں ہوں گی، آپ دیکھ سکتے ہیں۔ مولانا کے خطبات اور تقریروں کی ضرورت ہے۔ تقریریں چھوٹی بڑی سب نقل کی جائیں اور ہر ایک کی تاریخ اور مقام لکھ دیا جائے۔ مولوی اکرام اللہ خاں سے کہہ دوں گا۔

آپ کے خطوطِ شبلی مستقل فتنہ کا باعث ہو رہے ہیں[۴۶]۔ ابھی مولانا شبلی اور بمبئی کے حسن و عشق پر ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ مولوی عبدالسلام نے جواب لکھا ہے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۸ دسمبر ۳۹ء

....

(۴۳)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:-

افسوس ہے کہ میرا خط آپ کو نہیں ملا۔ میں نے لکھ دیا تھا کہ تجویزیں نہیں چاہئیں، مولانا کی تقریریں چاہئیں۔ ''مجلسِ علمِ کلام'' والی تحریر تو مقالات میں چھپ چکی ہے، یہ نہیں چاہیے۔ اس خط میں خطوطِ شبلی کے ایک نتیجہ سے آپ کو اطلاع دی تھی کہ لوگ بمبئی میں مولانا کی محبوبہ کی تاریخی تلاش میں مصروف ہیں۔

اب اس وقت ایک اور ضرورت ہے۔ ''انجمنِ ترقیِ اردو'' کے ابتدائی قیام، مقامِ قیام، تاریخِ قیام اور مولانا کی نظامت کی کیفیت اور تاریخ چاہیے۔ میں نے مولوی عبدالحق صاحب سے زبانی ذکر کیا تھا، وہ بھی کوئی حوالہ نہ بتا سکے۔ یہ بھی لکھیے کہ مولانا کی نظامت کے زمانہ میں کون کون (سی) کتابیں چھاپی گئیں۔[۴۷]

میں کلکتہ سے زکام لے کر آیا، اب تک اس سے نجات نہیں ہوئی۔ ''انجمن ترقیِ اردو'' کے حالات مطلوبہ سے جلد مطلع کیجیے۔

والسلام

سید سلیمان

۱۲ جنوری ۴۰ء

....

(۴۴)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:-

۱۔ ریویو السفر الی المؤتمر، تعلیم قدیم و جدید (جو الندوہ میں لکھا گیا) اور کالج میگزین کے مضامین ''حقوق الذمیین'' اور ''شفاخانے'' وغیرہ سب چھپ گئے ہیں۔ ندوہ والا لیکچر بھی ہمارے پاس ہے البتہ ''اسلام کی بہترین جمہوریت'' اور ''جامعۂ ازہر اور اس کی اصلاح'' میرے پاس نہیں۔ ان دونوں کو بھیج دیجیے اور یہ بھی نشان کر دیجیے کہ آپ نے کس تاریخ کے پرچے سے لیا ہے۔

۲۔ مولوی اکرام اللہ خاں کو میں نے نہیں لکھا۔ اب لکھتا ہوں۔ ابھی تک آپ ہی پر بھروسہ ہے۔

۳۔ ''انجمنِ ترقیِ اردو'' کے قیام اور مولانا کی نظامت کے دور کی تاریخ مطلوب ہے۔

۴۔ پوری کتاب ختم ہونے پر اس کا مسودہ آپ کی نظر سے گذرے گا۔

والسلام

سید سلیمان

۱۸ جنوری ۱۹۴۰ء

....

(۴۵)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:-

یہ تینوں مضمون

۱۔ ''اشاعتِ کتبِ قدیمہ''

۲۔ ''دوسری قوموں کی مشابہت''

۳۔ ''حبشی''۔

مقالات میں چھپ چکے ہیں۔

سید سلیمان

۲۴/ جنوری ۱۹۴۰ء

مکرمی منشی محمد امین صاحب زبیری۔ سول لائنس۔ علی گڑھ۔ Aligarh

....

(۴۶)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

مجی، السلام علیکم:-

ازہر والا مضمون پہنچا۔ یہ ہمارے ہاں نہ تھا۔ آپ ان تقریروں کو بھیج دیجیے، میں ان کو درست کر لوں گا۔ ”صرف دولت“ والی تقریر ہو تو وہ بھی بھیج دیجیے۔ جمہوریت والا مضمون بھی بھیج دیجیے۔

ایک مہینے کے بعد حیدر آباد، پونہ اور بمبئی کے سفر سے واپس آیا ہوں۔ حیدر آباد میں ندوہ کی ماہوار کے اضافہ کے لیے عریضہ پیش کیا ہے۔ اللہ مالک ہے۔

ریویو جو بھیجا ہے وہ شائع ہوگا۔

الندوہ دوبارہ جاری کیا ہے۔[48] خدا کرے جاری رہے۔ اگر نہ دیکھا ہو تو دفتر الندوہ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے منگوایئے۔ قیمت وہی[یہاں جو رقم لکھی گئی ہے وہ پڑھی نہ جا سکی]، وہی حجم۔ مضامین خلافت، ہندی، قرآن کا انگریزی ترجمہ، اوقاف اسلامی، اسٹرائک لندن، اوقاف اسلامی موجود ہیں۔ جمہوریت والا مضمون بھیجیے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۷ فروری ۴۰ء

(۴۷)

دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:-

سوانح شبلی اب قریب ختم ہے۔[49] آپ نے مولانا کا مضمون جمہوریت جس کو آپ فرماتے تھے، مجھے نہیں بھیجا۔ براہ کرم جلد بھیج دیجیے اور جس اخبار سے لے کر بھیجیے، اس کا نام اور تاریخ اشاعت بھی لکھ دیجیے۔

امید کہ مزاج بخیر ہیں۔ مولوی عبدالسلام بخیر ہیں۔ حیاتِ شبلی میں آپ کا نام بھی آیا

ہے۔

والسلام

سید سلیمان

۶ رمضان ۱۳۵۹ھ

۱۹ اکتوبر ۴۰ء

بخدمت جناب منشی محمد امین صاحب۔ سول لائنس۔ علی گڑھ Aligarh

(۴۸)

نمبر ۸۷۴۸ دفتر دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:-

آپ کی مرسلہ تحریریں ملیں۔ شکریہ اور آئندہ کا منتظر۔

والسلام

سید سلیمان

۲۰ نومبر ۱۹۴۰ء

منشی محمد امین صاحب زبیری۔ سول لائنس۔ علی گڑھ Aligarh

(۴۹)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

مکرم، السلام علیکم:-

آپ کا ایک عنایت نامہ مجھے ملا تھا۔ جس طرح مجھے آپ کی نہیں، آپ کو میری بھی خبر نہیں۔ کئی مہینوں سے میں مبتلائے مصائب گوناگوں ہوں۔ ساڑھے چار مہینوں کے بعد ۸ ستمبر کو اعظم گڑھ آیا ہوں۔ ایک ماہ ریل و ڈاک کے ہنگاموں میں وطن میں اس طرح رکا رہا کہ نہ مسافر تھا نہ مقیم۔ گھر

جانے کی وجہ ایک لڑکی کے نکاح کی تقریب تھی، مہینوں کے جھمیلوں کے بعد بالآخر انجام پائی۔ صاحبزادے نے امسال بی اے پاس کیا، ان کی نوکری کی فکر ہے۔ داماد نے ایم اے، ایل ایل بی کیا، اس کی فکر الگ دامن گیر ہے۔ چھوٹی لڑکی کی شادی برادری سے الگ الٰہ آباد میں کی ہے۔ نام سید حسین صاحب ہے۔ وہ بلیا میں ڈپٹی کلکٹر ہیں۔[50] پچھلے نومبر میں یہ شادی ہوئی۔ اس ہنگامۂ بدتمیزی کے زمانہ میں ان کی تعیناتی بلیا ہی میں تھی۔ بلوائیوں نے ۱۹ اگست کو ان کے بنگلہ پر حملہ کیا۔ انھوں نے دو گھنٹہ قبل بنگلہ چھوڑ دیا تھا اور مع بیوی کے ایک غریب مسلمان کے گھر میں پناہ لی۔ لڑکی حاملہ تھی، وہیں اس مکان میں اس کو وضع حمل ہوا۔ مجبورانہ بے احتیاطی کے باعث بڑی مشکل سے اس کی جان بچی۔ نوزائیدہ بچی ضائع ہوگئی۔ سارا سامان و اسباب بلوائیوں نے لوٹ لیا جس میں زیادہ تر اس کا سامانِ جہیز تھا۔ ایک کپڑا اور ایک برتن تک نہ چھوڑا۔ ہزاروں کا مال لے گئے۔

میری حالتِ صحت چند ماہ کے اندر بہت گھٹ گئی ہے۔ اس وقت بھی آشوبِ چشم میں مبتلا ہوں۔ اب ایک آنکھ اچھی ہے، اسی سے کام لے رہا ہوں۔

بڑی لڑکی کی نسبت میرے ایک چچا زاد بھائی کے لڑکے سے تھی۔ جو مہینہ مقرر تھا اس میں ان کا انتقال ہوگیا۔ لڑکے ابو سہیل کی نسبت میرے چچا زاد بھائی کی لڑکی سے تھی۔ وہ میسور میں انسپکٹر مدارس [تھے۔] دفعتہً تاریخ تقریب سے چند روز پہلے وہ چل بسے اور تقریب رک گئی۔ یہ سب امور پورے سال بھر سوہانِ روح بنے رہے۔ خدا کرے کہ اب بھی میرے سلسلۂ مصائب کا خاتمہ ہو اور اللہ تعالیٰ مزید ابتلا میں نہ ڈالے۔ اس کے احسانات کی حد نہیں اور ممکن ہے کہ یہ مصائب بھی اس کی حکمت کی رو سے میرے لیے رحمت ہی کا باعث ہوں۔ ہم اپنے جہل اور غیب کی خبر نہ رکھنے کی وجہ سے اس کو معصیت خیال کرتے ہیں۔ بہر حال یہ تو ذاتی حالات تھے جن کا مختصر ذکر اس لیے کیا گیا تا کہ معلوم ہو کہ دنیا میں فارغ کوئی نہیں۔

مجھے آپ کی علالت کی خبر مطلق نہیں ہوئی۔ آپ کو مجھ سے یہ بدگمانی ہے کہ علی گڑھ کی فضا سے متاثر ہو کر آپ سے الگ ہوگیا ہوں۔ اختلاف رائے دوسری چیز ہے مگر میں نے بار بار آپ کو یقین دلایا ہے کہ اس اختلاف رائے کا ہماری ذاتی دوستی و محبت پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ ایک مسلمان

کے پاس قسم کے سوا یقین دلانے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں، تو میں بقسم کہتا ہوں کہ میں اپنی دوستی و محبت کے اسی جذبہ پر قائم ہوں جس پر علی گڑھ سے پہلے تھا۔ آپ کے وہ احسانات مجھے یاد ہیں جو آپ نے دارالمصنفین پر فرمائے ہیں اور میری شرافت کے لیے یہی کافی ہے کہ میں آپ کا شکر گزار رہوں۔ آپ اس باب میں برائے خدا کبھی شک نہ فرمائیں کہ مجھے اس سے بے حد تکلیف ہوتی ہے۔

آپ کو کیوں یقین نہیں آتا کہ سال ہا سال سے مجھے عملی سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں اور سوائے ندوہ اور دارالمصنفین کے میں کوئی دوسرا کام نہیں کرتا۔ علی گڑھ کا تعلق بھی کورٹ کے ہنگامے تک رہا، پھر مجھے خبر نہیں کہ کیا ہوا اور کیا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سے بعض بعض جلسوں میں ملاقاتیں ہوتی رہیں، باتیں بھی ہوئیں۔ پارٹی پالی ٹکس سے مجھے نہ پہلے کبھی دلچسپی رہی اور نہ اب ہے۔[51]

آپ کو شکایت ہے کہ آپ کی کتاب پر ریویو نہ ہوا۔ آپ کی کتاب لاکر ایڈیٹر صاحب کو دے دی تھی، پھر نہ آپ نے یاد دلایا اور نہ مجھے یاد آیا کہ میں پوچھتا۔ میں بھی آدمی (ہوں۔) بھولتا بھی ہوں اور بھول بھی سکتا ہوں۔ آپ نے پوچھا تو ہوتا۔

آپ نے مولانا شبلی کے خطوط مانگے تھے۔ وہ خطوط اور کاغذات میں گم تھے اور تلاش کی آس کے سبب پڑے رہے۔ بارے ایک ضرورت سے کاغذات کو الٹ پلٹ رہا تھا تو وہ مل گئے۔ اب پھر ڈھونڈتا ہوں، خدا کرے جلد مل جائیں ــــــ رمضان کے روزوں کے اندر میں نے ایک گھنٹے تک تمام کاغذات الٹے مگر وہ اس وقت نہیں ملے۔ مولوی عبدالسلام صاحب آپ کے دوست گواہ ہیں۔ میں اب بھی کوشش کروں گا ان شاء اللہ جب وہ مل جائیں گے، واپس ہوں گے۔

امید ہے کہ آپ میری طرف [سے] اپنا دل صاف رکھیں گے اور ویسا ہی سمجھیں گے جیسے پہلے سمجھا کرتے تھے۔

حلقۂ مہربان نام و نشان است کہ بود

حیاتِ شبلی کے دیباچہ میں بھی آپ کی امداد کا ذکر آئے گا۔

والسلام

سید سلیمان

۱۹ رمضان ۱۳۶۱ھ[۵۲]

....

(۵۰)

اعظم گڑھ

محب مکرم زاد لطفکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ :- عنایت نامے نے مسرور کیا، مشکور کیا۔ میرے لڑکے کا نام ابو سہیل ہے مگر وہ اپنے کو اختر سہیل یا اے سہیل لکھتے ہیں۔ انھوں نے امسال علی گڑھ یونی ورسٹی سے تھرڈ کلاس میں بی اے کیا ہے۔ میں واقعی ان کے لیے بہت پریشان ہوں کہ کیا کیا جائے۔ سنٹرل ہوم ڈیپارٹمنٹ میں کلرکی کی کوشش کا خیال تھا مگر ذرائع مفقود۔ آنریبل سید عبدالعزیز صاحب سے قدیم ملاقات ہے، ان سے دوسروں کے لیے سفارش کرتا ہوں مگر اپنے کے لیے شرماتا ہوں۔ ڈاکٹر ضیاء الدین اگر چاہیں تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں، بشرطیکہ چاہیں۔ آپ کی کوشش واثر سے بہت کچھ امید پڑتی ہے۔ ان کا سبجکٹ الف اے تک تو تاریخ اور عربی تھی مگر بی اے میں اردو، تاریخِ اسلام اور انگریزی تھی۔ لٹریچر سے ذوق رکھتے ہیں۔ محنتی اور مستعد بہت ہیں۔ ہر کام کو پوری جاں فشانی سے کرتے ہیں۔ ریلوے میں اچھی طرح چل سکتے ہیں۔ وہ خود کمپیٹیشن میں بیٹھنا چاہتے ہیں۔ آپ کا خط میں نے ان کو دے دیا۔ اس کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کی ہمدردی سے متاثر۔ وہ ایک ہفتہ کے لیے پٹنہ گئے ہیں۔ واپس آجائیں تو میں ان کو آپ کے پاس علی گڑھ بھیج دوں گا۔ آپ جو مناسب مشورہ دیں گے وہ کریں گے۔

میرے داماد اردو میں ایم اے اور ایل ایل بی ہیں۔[۵۳] دونوں مسلم یونی ورسٹی سے سیکنڈ کلاس میں کیا ہے۔ ان کا ارادہ منصفی کا ہے۔ پٹنہ میں جسٹس فضل علی اب چیف ہیں۔ شیعہ ہیں، ان سے کام لینا پڑے گا۔ سوال یہاں بھی ذریعے کا ہے۔ بہر حال آپ کی کوششوں سے جو مدد حاصل ہوگی وہ شاید مجھ سے زیادہ کامیاب ہو۔

عزیزی یامین کی کامیابی کا حال پڑھا اور سنا۔[۵۴] [اللہ] مبارک کرے۔ اس میں عزیز

موصوف کی ہوش مندی اور صحیح راہِ عمل کو بھی دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اور صاحبزادوں کو بھی کامیاب کرے کہ اس عمر میں آپ کو اطمینان نصیب ہو۔

حیاتِ شبلی کے ۳۰۰ صفحات چھپ چکے ہیں، ۶۰۰ ابھی باقی ہیں۔

والسلام

سید سلیمان

۱۹ اکتوبر ۴۲ء

میں اب لکھنؤ جارہا ہوں۔ ۲۵ اکتوبر سے دو ہفتوں تک تھانہ بھون رہوں گا۔[۵۵] لکھنؤ کا پتا دارالعلوم ندوہ لکھنؤ اور تھانہ بھون کا، خانقاہِ امدادیہ، تھانہ بھون ضلع مظفر نگر۔ عزیزی سہیل کو براہِ راست شبلی منزل، اعظم گڑھ کے پتا سے لکھ سکتے ہیں۔

....

(۵۱)

محبی منشی محمد امین صاحب زبیری۔ سول لائنس، علی گڑھ

اعظم گڑھ

مکرم دام لطفکم،

السلام علیکم:- عنایت نامہ مجھے تھانہ بھون میں ملا تھا۔ عزیزی سہیل کو ایک پھوڑا نکل آیا تھا۔ وہ پٹنہ دانا پور اسپتال میں پڑے تھے۔ ابھی آئے ہیں اور میں بھی پرسوں ہی واپس آیا ہوں۔ عزیزم سلمہٗ آپ کے پاس علی گڑھ جارہے ہیں۔ اب آپ ہیں اور وہ ہیں۔ ان کو جو مشورہ ان کے لائق دیجیے، وہ ان شاء اللہ عمل کریں گے۔ خدا کرے کہ آپ کی کوششیں کامیاب ہوں۔ امید ہے کہ آپ ان کو مطیع و فرماں بردار پائیں گے۔ دسمبر تک یہ قسمت آزمائی کریں گے۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

والسلام

سید سلیمان

۱۷ نومبر ۱۹۴۲ء

....

(۵۲)

جناب مجی منشی محمد امین صاحب زبیری دام لطفہ،

السلام علیکم۔ آپ کے سر ابھی دو عزیز تو چپکے ہی ہوئے ہیں، اب ایک تیسرا بھی چپکانا چاہتا ہوں۔ علی گڑھ گزٹ ۱۵ دسمبر ۴۲ء میں ملفوفہ اشتہار چھپا ہے۔ میرے ایک نوجوان عزیز جو میرے پاس اسی قسم کا کام کرتے ہیں لیکن یہاں مشاہرہ کم پاتے ہیں، اس اشتہار کے مطابق اپنے کو پیش کرتے ہیں۔ درخواست تو انھوں نے حفیظ الرحمٰن صاحب، حفیظ منزل، میرس روڈ علی گڑھ کے نام بھیج دی ہے۔ میں ان صاحب سے واقف نہیں۔ اگر آپ کو واقفیت ہو اور ضرور واقفیت ہوگی تو آپ براہِ مہربانی کوشش فرما کر تقرر کرا دیں۔ بہت ممنون ہوں گا۔ افسوس کہ قلم تطویل کا عادی نہیں ورنہ زیادہ لکھتا۔

عزیزی سہیل ابھی تک ناکام ہیں۔ شاید ڈاکٹر صاحب[56] نے حسبِ توقع دلچسپی نہیں لی۔

بہرحال ممنون ہوں کہ اس گرانی میں آپ ان دونا خواندہ مہمانوں کی میزبانی فرما رہے ہیں۔

کیا ان لوگوں کی کامیابی کی کوئی توقع ہے؟ آپ کی رائے سننی چاہتا ہوں۔ افسوس کہ میں اچھا نہیں ورنہ علی گڑھ خود آتا۔ گھر میں بھی علالت ہے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۲ دسمبر ۱۹۴۲ء

....

(۵۳)

دار المصنفین اعظم گڑھ　　　مورخہ ۲۱ مارچ ۴۳ء

مکرمی، السلام علیکم!

یادِ ایام کی اصل اور کاپیاں واپس مرسل ہیں۔

میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے مولانا شبلی کے حال میں غایت بے تکلفی سے بعض ایسے واقعات نقل کیے ہیں جو احباب کے لیے اور وہ بھی آغازِ شباب کے لیے ہوتے ہیں۔ دورِ جوانی

چناں کہ افتد و دانی تو دانی۔ مگر اب جب وہ اواخرِ عمر میں ایک مقدس کام کے بانی ہوئے، ان کا تذکرہ کرنا اور لکھنا بالکل نامناسب ہے۔ گناہ کا ستر چاہیے نہ کہ تشہیر، اس لیے ازراہِ عنایت بلکہ اس دوستی کے واسطے سے جو آپ کو مولانا مرحوم سے تھی یہ عرض کرتا ہوں کہ ان واقعات پر پردہ ڈالیے تاکہ ان کا نامِ نیک ضائع نہ ہو اور یوں بھی عیب و گناہ کا برملا اظہار اور فخر مسلمان کے لیے زیبا نہیں۔

آپ کا یہ فرمانا کہ ”عطیہ بیگم صاحبہ کی علمی قدر دانی نے مولانا کی فارسی شاعری میں نئی روح پھونک دی تھی“ بالکل غلط واقعہ ہے۔ غزلوں کا آغاز ۱۹۰۵ء سے ہوا اور خطوط و ملاقات کا سلسلہ ۱۹۰۸ء سے ہے۔

والسلام

سید سلیمان

۱۸ مارچ ۱۹۴۳ء

....

(۵۴)

دار المصنفین اعظم گڑھ　　　مورخہ ۷ اپریل ۱۹۴۳ء

مکرم، السلام علیکم۔

پرائی ویٹ باتوں کے لیے پرائی ویٹ کارڈ لکھ چکا ہوں، اب معارف دار المصنفین کے لیے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ آپ نے حساباتِ دار المصنفین میں بعض ضروری انعامات مگر قابلِ اخفا کے لیے جو تدبیر بتائی تھی وہ دفتر کو مع ہدایت کے کہہ دی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عمل ہوگا۔

ڈگری کی نسبت جو اطلاع دی ہے اس کی تصحیح کر دی جا رہی ہے۔ آپ قومیات کے واقعی بڑے مورخ ہیں۔

عزیزی نعمان کی انگریزی کتاب جو آپ کی اردو کتاب کا چربہ ہے، مفید ہوگی اور یہ سن کر خوش ہوں کہ اس کی ایسی قدر دانی ہوئی۔ یہ سب آپ کا فیض ہے۔

کمال کمیٹی کی رپورٹ اور بعض کتابیں میاں عاصم نے کتب خانہ میں داخل کر دی ہیں۔

میرے حالات جو انھوں نے لکھے ہیں مجھے نہیں معلوم اور نہ میں نے ان کا وہ مضمون دیکھا ہے۔آپ کا مشورہ مفید ہی ہوگا۔

حیاتِ شبلی موسم کی حدت کے سبب سے رکی ہوئی ہے۔کچھ چھینٹے پڑیں تو آگے چلے۔ نصف سے زائد چھپ چکی ہے۔دیباچے میں آپ کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔

میاں عاصم ابھی تک دلی میں ہیں۔حسب ہدایت میاں سہیل ایم اے کے لیے آمادہ ہو رہے ہیں مگر کا ہے میں ایم اے کریں۔

والسلام

سید سلیمان

مجبی منشی محمد امین صاحب زبیری۔سول لائنس۔جیل روڈ۔علی گڑھ Aligarh

....

(۵۵)

جون پور۔بذریعہ ڈپٹی سید حسین صاحب

محبِ مکرم، السلام علیکم:۔

میں اس وقت ضعفِ معدہ و ضعفِ اعصاب میں مبتلا ہوں۔یہاں بغرضِ علاج مقیم ہوں۔ مشاغلِ دماغی سے کلیتاً احتراز ہے۔

سیرتِ شبلی ختم ہوگئی ہے۔اس کا مقدمہ مع دیباچہ معارف نومبر میں مع فہرست چھپ رہا ہے۔

آپ اپنے محفوظات دماغی و تحریری سب سپردِ قلم کردیجیے۔بہر حال وہ مفید ہوں گے اور آئندہ کام کرنے والوں کے لیے بطور مسالہ کے کارآمد ہوں گے۔

مسلم یونی ورسٹی کے مباحث سے مجھے دور ہی رکھیے۔اعتراضات کے بجائے ڈیپارٹمنٹ کو اپنے مشورے دیں تو زیادہ بہتر اور پھر کون [سا] صیغہ اپنے مقام پر ہے۔ذرا عربی و فارسی اور دوسرے صیغوں پر بھی نظر دوڑایئے۔

جی ہاں میاں سہیل سے فرصت ملی۔میاں سہیل محکمۂ نمک میں انسپکٹر ہو کر مظفر پور (بہار) میں ہیں۔میاں عاصم نے پٹنہ میں وکالت شروع کی۔

والسلام

سید سلیمان

۳۱ اکتوبر ۱۹۴۳ء

جناب منشی محمد امین صاحب زبیری۔سول لائنس۔علی گڑھ

....

حواشی و حوالہ جات

* محقق و مصنف، ایم اے ایریا اسٹڈیز: جنوبی ایشیا، سواس، لندن یونی ورسٹی، مقیم کراچی۔

۱۔ سید سلیمان ندوی کی پہلی شادی بیس سال کی عمر میں ۱۹۰۲ء میں ان کے چچا ابو یوسف کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ان سے کئی بچے ہوئے لیکن بیٹے ابو سہیل اور بیٹی سیدہ نے طویل عمر پائی۔سید سلیمان ندوی کی پہلی بیوی ۱۲ اپریل ۱۹۱۷ء میں بعارضۂ دق انتقال کر گئیں۔سید صاحب نے ان کے انتقال پر معارف کے اپریل ۱۹۱۷ء کے شمارے میں لکھا۔
"آخر خدا کی مرضی پوری ہو کر رہی۔دو ماہ کی شدید علالت کے بعد میری رفیقۂ زندگی نے ستائیس [سال] کی عمر میں اس عالم کو الوداع کہا۔استاد مرحوم کی وفات کے بعد یہ دوسرا حادثہ ہے جس نے میرے سکونِ خاطر کو درہم کر دیا۔اپنے یک سالہ صغیر السن بچے کو چھوڑ کر بڑی بے کسی میں جان دے دی۔یہ ۱۲ اپریل ۱۹۱۷ء کا واقعہ ہے"۔
سید سلیمان ندوی، یادِ رفتگاں (کراچی: مجلس نشریات اسلام ۱۹۸۳ء)، ص ۳۳۔
سید صاحب کے دل پر اس کا بہت دنوں اثر رہا۔آخر والد اور چچا کے کہنے پر آپ نے ۱۹۲۰ء میں دوسری شادی کی۔ڈیڑھ سال بعد یہ خاتون بھی فوت ہو گئیں تو آپ نے ۱۹۲۳ء میں تیسری شادی کی تھی۔

۲۔ سید سلیمان ندوی خطوں میں شمسی اور قمری تاریخیں دیتے تھے لیکن یہاں قمری تاریخ درج تھی۔یہ خط ۱۹۲۱ء کے اوائل میں لکھا گیا تھا۔

۳۔ دارالمصنفین سے سیرتِ عائشہؓ کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۰ء میں چھپا تھا اور اسے والیۂ بھوپال سلطان جہاں بیگم کے نام معنون کیا گیا تھا۔

۴۔ مراد سلطان جہاں بیگم۔

۵۔ مولانا عبدالسلام ندوی، دارالمصنفین میں سید صاحب کے رفیق تھے۔

۶۔ مولانا محمد شبلی نعمانی۔

۷۔ ایم اے او کالج علی گڑھ۔

۸۔ سید سلیمان ندوی نے نواب وقار الملک پر ایک مضمون لکھا تھا۔ ملاحظہ کیجیے۔ یادِ رفتگاں۔ ص ۳۱۔۳۳۔

۹۔ مولوی محمد مہدی ریاست کے دفتر تاریخ میں منشی محمد امین کے اسسٹنٹ تھے۔

۱۰۔ منشی محمد امین زبیری بمبئی "ایوانِ رفعت" میں ۱۹۲۳ء میں گئے اور وہاں عطیہ فیضی سے ملاقات کی۔ عطیہ صاحبہ نے مولانا شبلی کے خطوط بغرضِ مطالعہ منشی صاحب کے حوالے کیے۔ منشی صاحب انھیں اپنی قیام گاہ پر لائے اور نقل کر لیے۔

شیخ محمد اکرام، یادگارِ شبلی (لاہور: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۷۱ء)، ص ۳۲۵۔۳۲۴۔

۱۱۔ منشی محمد امین زبیری نے مولوی عبدالحق کے اشتراک سے عطیہ فیضی کے نام شبلی کے خطوط شائع کیے بلکہ علامہ شبلی کے متعلق مخالفانہ نوٹس تیار کیے جن کی بنیاد پر محمد مہدی نے ۱۹۲۵ء میں ایک کتابچہ شائع کیا تھا۔ اس کا مواد منشی صاحب نے فراہم کیا تھا۔

یادگارِ شبلی، ص ۳۲۴۔۳۲۳۔

۱۲۔ لفافے پر ۵ مئی ۱۹۲۳ء اور ۸ مئی ۱۹۲۳ء کی مہریں تھیں۔

۱۳۔ لفافے پر ۲۳ اور ۲۶ جنوری ۱۹۲۴ء کی مہریں تھیں۔

۱۴۔ مراد مولانا حسرت موہانی اور ان کے رسالے اردوے معلی سے ہے۔ مولانا شبلی کے دو فارسی دیوان دستۂ گل اور بوے گل تھے۔

۱۵۔ سید صاحب ۱۹۲۴ء میں حجاز گئے تھے لیکن جدہ سے آگے نہ جا سکے۔ ۱۹۲۴ء کے وفد خلافت میں سید سلیمان ندوی کے ساتھ مولانا عبدالماجد بدایونی اور مولانا عبدالقادر قصوری تھے لیکن یہ وفد اندرونِ حجاز نہ جا سکا۔ صرف مکلا، پورٹ سوڈان، جدہ اور قاہرہ تک جا سکا تھا۔ یادِ رفتگاں۔ ص ۴۲۲۔

۱۶۔ سید سلیمان ندوی نے ۱۹۲۰ء میں دوسری شادی کی تھی اور یہ خاتون ڈیڑھ سال بعد فوت ہو گئیں۔ ایک خط میں انھوں نے لکھا:

"دلسنہ اور اس کے مکان کی ایک کوٹھری میرے لیے تاریخی غم کی یادگار بن گئی اور میرے احساس کو صدمہ پہنچتا رہتا ہے"۔

مکتوباتِ سلیمانی۔ جلد اول۔ ص ۱۷۶۔

۱۷۔ سید سلیمان ندوی نے جون ۱۹۲۶ء میں فریضۂ حج ادا کیا اور موتمر اسلامی میں شریک ہوئے تھے۔

۱۸۔ والیۂ بھوپال سلطان جہاں بیگم۔

۱۹۔ ۱۹۲۰ء کا وفد خلافت اور سفرِ یورپ۔

۲۰۔ نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی ۳ جون ۱۹۲۶ء کو انتقال کر گئے تھے۔ دارالمصنفین جب ۱۹۱۵ء میں وجود میں آیا تو عماد الملک صدر مجلس منتخب ہوئے تھے۔

۲۱۔ والیۂ بھوپال سلطان جہاں بیگم مئی ۱۹۳۰ء میں انتقال کر گئی تھیں۔

۲۲۔ منشی امین زبیری والیۂ بھوپال کی سوانح لکھنا چاہتے تھے۔ والیہ صاحبہ نے نومبر ۱۹۱۴ء میں سیرتِ نبوی کی تدوین کے لیے جاری شدہ وظیفہ دارالمصنفین کے نام کر دیا تھا۔

۲۳۔ منشی امین زبیری نے مولانا شبلی کے خلاف معاندانہ مواد محمد مہدی کو فراہم کیا تھا اور اس کی بنیاد پر انھوں نے ایک کتابچہ مرتب کیا تھا۔

۲۴۔ فروری، مارچ ۱۹۳۱ء۔

۲۵۔ یامین زبیری اور نعمان زبیری منشی امین زبیری کے صاحبزادگان تھے۔

۲۶۔ والیۂ بھوپال کے انتقال کے بعد نواب حمید اللہ خاں برسرِ اقتدار آئے۔ انھوں نے ریاست میں متعدد انتظامی اصلاحات کیں اور پرانے سازشی ملازموں سے نجات حاصل کی۔ تبدیلی کے اس عمل میں منشی امین زبیری بھی ملازمت سے نکالے گئے۔ آدمی چلتا پرزہ تھے اس زمانے میں علی گڑھ یونی ورسٹی کی انتظامیہ میں ملازمت کے خواہاں تھے۔

۲۷۔ اس خط پر تاریخ درج نہ تھی۔ لفافے پر ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء کی مہر تھی۔

۲۸۔ منشی محمد امین زبیری نے علی گڑھ یونی ورسٹی میں ملازمت اختیار کرنے کے بعد حسبِ معمول سازشیں شروع کر دی تھیں اور مختلف مناقشات میں سید سلیمان ندوی کو گھسیٹنا چاہا تھا۔

۲۹۔ سید سلیمان ندوی نے غلطی سے تاریخ درج کی تھی، ۶ مئی ۱۹۳۶ء لیکن اصلاً یہ خط ۶ مئی ۱۹۳۲ء کو لکھا گیا۔

۳۰۔ لفظ پڑھا نہ جا سکا۔ منشی امین زبیری جب سازشوں اور مناقشات میں سید صاحب کو الجھا نہ سکے تو طعن و تشنیع پر اتر آئے۔

۳۱۔ اعلیٰ حضرت نواب حمید اللہ خاں والیِ بھوپال۔

۳۲۔ محمد شعیب قریشی ریاست بھوپال میں وزیر تھے۔

۳۳۔ مولانا ابوبکر محمد شیث فاروقی علی گڑھ یونی ورسٹی میں ناظم دینیات تھے۔

۳۴۔ سید محمد سلمان پیدا ہوئے تھے۔

۳۵۔ مراد ریاست بھوپال ہے۔

۳۶۔ سید صاحب نے صرف قمری تاریخ دی تھی جب کہ علی گڑھ پہنچنے پر لفافے پر ۱۲ جنوری ۱۹۳۳ء کی مہر ثبت کی گئی تھی۔

۳۷۔ سر سید راس مسعود علی گڑھ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ علی گڑھ سے مستعفی ہو کر بھوپال میں وزارت پر فائز ہوئے۔

۳۸۔ سید صاحب دل کے عارضے میں مبتلا ہو گئے تھے۔

۳۹۔ مسلم گزٹ لکھنؤ جس کے مدیر مولوی وحید الدین سلیم تھے، میں مولانا شبلی کے سیاسی مضامین شائع ہوئے تھے۔ ان میں سب سے اہم سلسلۂ مضامین "مسلمانوں کی پولیٹکل کروٹ" کے عنوان سے ۱۲ نومبر ۱۹۱۲ء کو نکلنا شروع ہوا۔ ان مضامین کے موضوعات تقسیم بنگال کی تنسیخ، بلقان کی جنگ، مسلم یونی ورسٹی کے مطالبات، کان پور کی مسجد، مسلم لیگ کی اصلاح اور مسلمانوں میں مجھ پالی ٹکس کا مذاق وغیرہ تھے۔ "مسلمانوں کی پولیٹکل کروٹ" مسلم گزٹ کے چار نمبروں میں شائع ہوا تھا۔

سید سلیمان ندوی، حیاتِ شبلی (اعظم گڑھ: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اکتوبر ۲۰۰۸ء)، ص ۷۴۳۔

۴۰۔ ستمبر ۱۹۳۹ء۔

۴۱۔ مولانا شبلی اپنے والد شیخ حبیب اللہ کے ساتھ علی گڑھ گئے اور سر سید کی مدح میں عربی میں قصیدہ کہا تھا۔ یہ قصیدہ سر سید نے اپنے اخبار علی گڑھ گزٹ میں ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۱ء کو چھپوایا تھا۔

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ جلد ۱۶، نمبر ۸۲ (۱۵ اکتوبر ۱۸۸۱ء)، ص ۱۱۷۵۔

۴۲۔ مولانا شبلی علی گڑھ کالج میں اسسٹنٹ عربک پروفیسر کی حیثیت سے چالیس روپے ماہوار پر ملازم ہوئے۔ آپ کالج سے

جنوری ۱۸۸۳ء میں وابستہ ہوئے اور فروری ۱۸۸۳ء میں پڑھانا شروع کیا۔

حیاتِ شبلی، ص ۱۴۵۔۱۴۳۔

۴۳۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء۔

۴۴۔ اکتوبر، نومبر ۱۹۳۹ء۔

۴۵۔ شبلی کو سرسید کے مذہبی خیالات سے اختلاف تھا۔ شبلی ایک حد تک عقلیت پسند تھے لیکن اس کے ساتھ ہی غالی حنفی بھی تھے۔ سرسید نے عقلیت پسندی کے تحت جو مذہبی تاویلات پیش کیں ان سے مولانا شبلی کو اختلاف تھا۔ کالج میں مسٹر بیک کا غلبہ اور سرسید کا ان کے سیاسی خیالات سے متاثر ہونا۔ ٹرسٹیز بل کی منظوری اور سید محمود کی جانشینی سے مولانا شبلی اور سرسید کے دیگر رفقا کو اختلاف تھا لیکن شبلی کے سوا کسی دوسرے رہنما نے علی گڑھ کالج سے الگ ہونے اور سرسید کے انتقال کے بعد نثر و نظم میں ان کی مخالفت کو انتہا تک لے جانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اختلافِ رائے کو اعتدال کی حدود میں رہنے دیا۔

۴۶۔ منشی امین زبیری نے اپنی فطرت کے مطابق فتنہ انگیزی کی غرض سے یہ خطوط شائع کیے تھے اور طبعی سفلہ پن کی وجہ سے من مانی توجیہات پیش کی تھیں۔

۴۷۔ دسمبر ۱۹۰۲ء اور اوائل جنوری ۱۹۰۳ء میں شاہی دربار کے موقعے پر دہلی میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس کانفرنس کے متعدد شعبے قائم ہوئے جن میں سے ایک اردو کا شعبہ تھا جس کا نام انجمنِ ترقیِ اردو پڑا۔ اس شعبہ کے حسبِ ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے۔

صدر۔ مسٹر آرنلڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

نائب صدر۔ شمس العلما مولوی نذیر احمد

نائب صدر۔ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ

نائب صدر۔ شمس العلما مولانا الطاف حسین حالی

سیکریٹری۔ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

مولانا شبلی نے اجلاس کے بعد حیدرآباد دکن میں بیٹھ کر ترقیِ اردو کا کام شروع کر دیا۔ مولانا جب ندوۃ العلماء سے وابستہ ہوئے تو ۱۹۰۵ء کے شروع میں انجمنِ ترقیِ اردو سے دست کش ہو گئے۔

حیاتِ شبلی، ص ۳۲۷۔۳۲۴۔

۴۸۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء نے الندوہ اگست ۱۹۰۴ء میں جاری کیا تھا اور مولانا شبلی اور مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کو اس کی ادارت پر مامور کیا۔ مولانا شبلی اور مولانا شروانی کی نگرانی میں اس علمی مجلّے کی ادارت ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، مولانا عبداللہ عمادی اور عبدالسلام ندوی کے ذمے رہی۔

مئی ۱۹۱۲ء میں جب مولانا شبلی اور معاصرینِ ندوہ کے اختلافات نمایاں ہوئے تو مولانا شبلی اور ان کے شاگرد الندوہ سے ترکِ تعلق پر مجبور ہوئے۔ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۶ء کے وقفے میں مولوی عبدالکریم اور اکرام اللہ ندوی اس کے مدیر رہے۔ ۱۹۱۶ء میں یہ علمی مجلّہ بند ہو گیا۔

۴۹۔ یہ سوانح حیاتِ شبلی کے نام سے فروری ۱۹۴۳ء میں منظرِ عام پر آئی۔

۵۰۔ مولانا سید سلیمان ندوی کی دوسری اور تیسری شادی سادہ رسی تقریبات تھیں۔ ان کی تیسری شادی ۷ جنوری ۱۹۴۳ء کو ہوئی تھی۔ پہلی بیوی سے ایک بیٹا ابو سہیل تھا۔ تیسری بیوی سے ایک بیٹا سید سلمان، اور چار بیٹیاں، شمیمہ، شکیلہ، عمیسہ اور رقیبہ تھیں۔ چاروں بیٹیوں کی شادیاں سید صاحب نے اپنی زندگی میں کر دی تھیں۔ شمیمہ کی شادی بھتیجے سید ابو عاصم ایڈووکیٹ سے، شکیلہ کی شادی سید حسین اللہ آبادی سابق کمشنر یوپی سے، عمیسہ کی ڈاکٹر عطاء اللہ سے اور رقیبہ کی سید محی الدین سے ہوئی تھی۔ سید صاحب نے بچوں کی اعلیٰ دینی اور اخلاقی تربیت کی تھی۔ سید ابو سہیل بعد میں ترقی کر کے کسٹم آفیسر متعین ہوئے۔ سید سلمان ندوی ایم اے، پی ایچ ڈی کرنے کے بعد صدر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز ڈربن مقرر ہوئے۔

۵۱۔ منشی امین زبیری علی گڑھ یونی ورسٹی کی مقامی سیاست اور سازشوں میں ملوث تھے اور چاہتے تھے کہ اس کام میں سید صاحب بھی ان کا ساتھ دیں۔

۵۲۔ اکتوبر ۱۹۴۲ء۔

۵۳۔ سید ابو عاصم۔

۵۴۔ محمد یامین زبیری منشی امین زبیری کے صاحبزادے تھے۔

۵۵۔ سید سلیمان ندوی نے اگست ۱۹۳۸ء میں مولانا اشرف علی تھانوی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو مرشد نے یہ کہہ کر سید صاحب کو خلافت سے نوازا "میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کو خلافت دے دوں"۔

خلیق انجم مرتب سید سلیمان ندوی (دہلی: انجمنِ ترقیِ اردو ہند ۱۹۸۶ء)، ص ۱۰۴۔

۵۶۔ ڈاکٹر ضیاء الدین۔ وائس چانسلر مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ۔

مآخذ

اکرام شیخ محمد۔ یادگارِ شبلی۔ لاہور: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۷۱ء۔

انجم خلیق۔ مرتب سید سلیمان ندوی۔ دہلی: انجمنِ ترقیِ اردو ہند ۱۹۸۶ء۔

ندوی، سید سلیمان۔ حیاتِ شبلی۔ اعظم گڑھ: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اکتوبر ۲۰۰۸ء۔

________ یادِ رفتگاں۔ کراچی: مجلسِ نشریاتِ اسلام ۱۹۸۳ء۔

نعمانی، شبلی۔ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ۔ جلد ۱۶، نمبر ۸۲ (۱۵ اکتوبر ۱۸۸۱ء)۔